UNIVERSITY OF THE PUNJAB

دیوانِ داراشکوہ

احمد نبی خان

ادارۂ تحقیقات پاکستان، دانشگاہ پنجاب، لاہور۔

دیوانِ داراشکوہ

حسام الدین راشدی
لاہور سنڈیکیٹ ہال
10/11/69

تصحیح

احمد نبی خان

ادارۂ تحقیقاتِ پاکستان، دانشگاہ پنجاب، لاہور۔

اشاعت نمبر ۱۵

تشکر

ادارۂ تحقیقات پاکستان متروکہ اوقاف بورڈ حکومت پاکستان کی مالی امداد کا ممنون ہے جس کی وجہ سے تصنیف و تالیف کا کام آسان ہو گیا ہے۔

چاپ اول

ستمبر ۱۹۶۹ء

قیمت ۱۰ روپے

طابع- دین محمدی پریس



XXIX. Portrait of Prince Dara Shikoh, eldest son of Shah Jahan
Painted by Hunhar c. A.D. 1650; size 8" × 6½".

نمونهٔ صفحاتِ اوّل و آخر دیوانِ دارا شکوه

صفحهٔ اوّل

بسم الله الرحمن الرحیم

همه موجود از وجودِ ما	گنج مخفی است این نمودِ ما
گرچه در پرده داشتیم آواز	شد ز نی ظاهر این سرودِ ما
ما ندیدیم هیچ غیر خود	غیر ننمود در شهودِ ما
وهم فانی شود نه ما فانی	هست باقی همیشه بودِ ما
سرِ ما خم که شد بجانبِ ما	از پی خویش شد سجودِ ما
خویشتن را گرفته بنشینیم	ای خوشا همچنین قعودِ ما

فرق در قادری و قادر نیست
عین اطلاق شد قیودِ ما

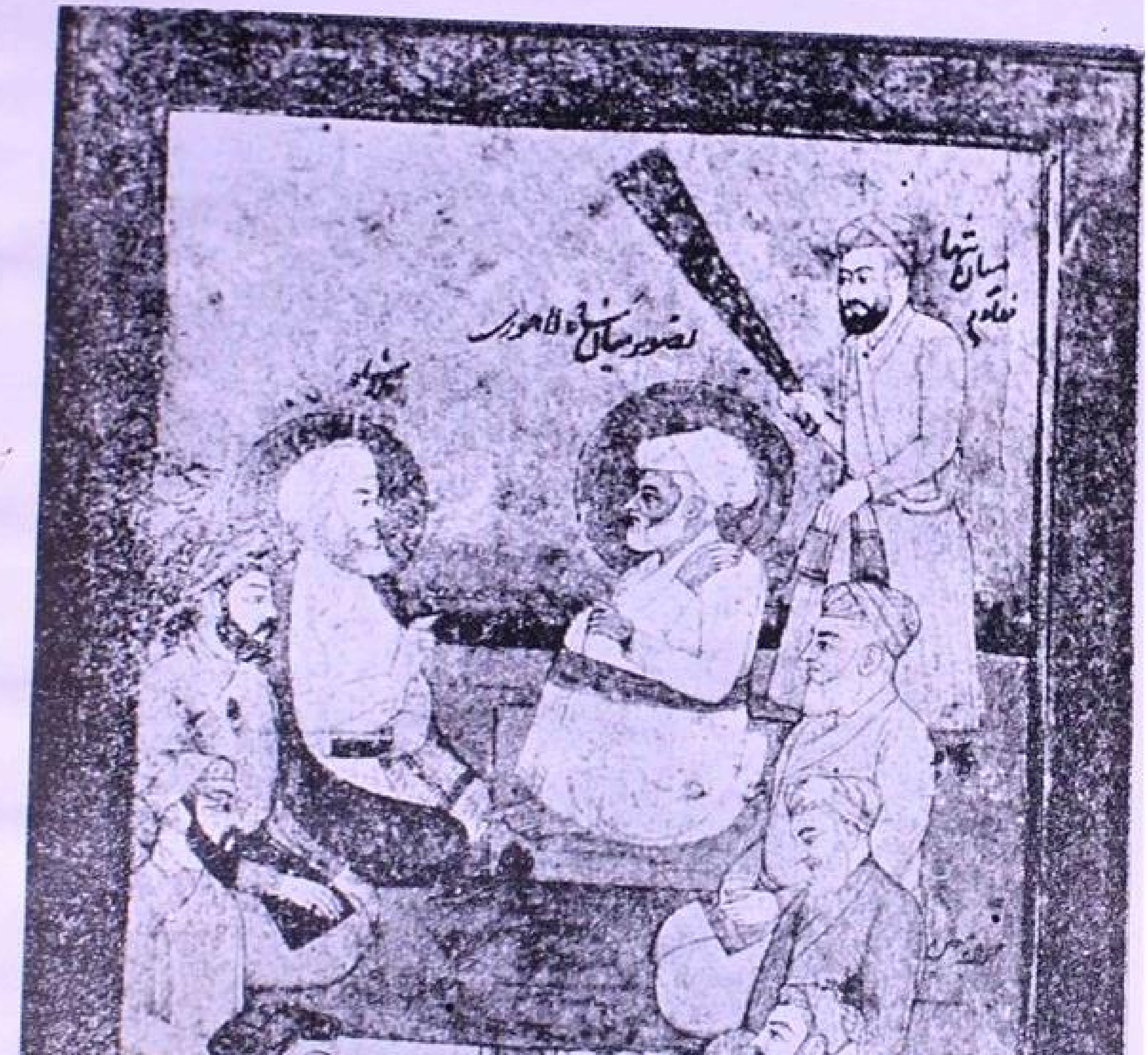
صفحهٔ آخر

ای آکل و اکل و شرب و مأکول توئی	توئی فاعل و کل فعل مفعول توئی
در صورت حال و ماضی و استقبال	هم عرض تو بوده ئی هم طول توئی

تمام شد بفضل او سبحانه
تعالی شانه



FIG. 72bis. DETAIL DE LA FIGURE 72. EN HAUT: MULLA SHAH
AU CENTRE: DĀRĀ SHIKOH


خادمان

فہرست اندراجات دیوان دارا شکوہ

پیش لفظ

دارا شکوہ عالم ، صوفی اور فارسی زبان کا شاعر تھا ۔ علمی شغف اور تصوف کے گہرے مطالعہ کی وجہ سے اسے صوفیاء کی تذکرہ نویسی میں ممتاز مقام حاصل ہوا ۔ اس سلسلے میں اس کی دو کتابیں سفینۃ"الاولیاء اور سکینۃ"الاولیاء بہت مستند سمجھی جاتی ہیں ۔ تذکرہ نویس اکثر ان سے استفادہ کرتے آئے ہیں ۔

داراشکوہ صوفیاء کے نظریہ وحدت‌الوجود کا پیرو تھا لیکن مرور ایام اور ہندو پنڈتوں کے میل جول سے اس نے ویدانت کا بھی بہت گہرا اثر قبول کیا ۔ بالآخر تصوف اور ویدانت کے مجموعی اثر سے جو مسلک تصوف اس نے اپنایا اس کی اشاعت اپنی نثر کی کتابوں حسنات‌العارفین ، رسالہ حق‌نما ، مجمع‌البحرین ، اور سر اکبر میں کی ۔ اور اسے اپنے منظوم کلام بھی موضوع بنایا ۔

نظم میں داراشکوہ کا دیوان اس کی یادگار ہے جس کی طرف اہل ذوق اب تک توجہ نہیں دے سکے تھے کیونکہ اس کے خطی نسخے بہت کم یاب ہیں ۔ اب تک صرف دو ہی نسخوں کا پتہ چل سکا ہے جن میں سے ایک نیشنل میوزیم کراچی اور دوسرا پنجاب پبلک لائبریری لاہور میں ہے ۔ موخرالذکر نسخہ دیوان قادری کے نام سے موسوم ہے جس کے متعلق ابتک یہ بھی معلوم نہیں ہوسکا تھا ۔ کہ یہ داراشکوہ کا دیوان ہے ۔ جہاں تک فن شعر کا تعلق ہے داراشکوہ کی شاعری کو کوئی اہم مقام حاصل نہیں لیکن اس اعتبار سے یہ اہم ضرور ہے کہ اس کی تمام تر غزلیات اور رباعیات دارا کے صوفیانہ مسلک اور اس کے مخصوص نظریۂ حیات کی عکاسی کرتی ہیں ۔

نیشنل میوزیم کراچی کا نسخہ احمد نبی خان صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ آرکیالوجی کی دسترس میں تھا ۔ اور وہ خود اپنے علمی شغف اور ذاتی شوق کی وجہ سے اس پر کام بھی کررہے تھے اس لیے دیوان داراشکوہ کی تصحیح و تدوین کا کام ان کے سپرد کیا گیا ۔ انہوں نے بڑی محنت سے دونوں خطی نسخوں کا مقابلہ کر کے حتی‌الامکان صحیح متن مرتب کیا جو اب طباعت کے بعد قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے ۔

محمد جہانگیر خان

مقدمہ

برصغیر پاکستان و ہند میں فارسی زبان و ادب کو جو فروغ عہد مغلیہ میں حاصل ھوا اسکی دوسری مثال اس سرزمین میں نہیں مل سکتی۔ بابر سے لیکر بہادر شاہ ثانی تک تمام مغل شہنشاہ، شہزادے اور شہزادیاں اور متعدد درباری امراء و وزراء نہ صرف علم و ادب کے پرستار اور مربی تھے بلکہ ان میں اکثر خود با ذوق مصنف اور شاعر بھی تھے شہنشاہ بابر اور جہانگیر کی تزکیں، گلبدن بیگم کا تذکرہ ھمایوں نامہ، ھمایوں، مرزا کامران، شاہ شجاع اور دارا شکوہ کی شاعری اور اورنگ زیب عالم گیر کے مکاتیب فارسی ادب کا وہ بیش قیمت سرمایہ ھیں جنھیں خاصے کی چیز کہا جا سکتا ھے اس سلسلے میں شہزادہ داراشکوہ کو تو ایک ممتاز اور منفرد مقام حاصل ھے کہ وہ ایک جدا گانہ اسلوب کا ادیب اور علیحدہ رنگ کا شاعر تھا۔ اس کی متعدد تصانیف اس بات کا ثبوت ھیں کہ اسے زبان و بیان پر بڑی قدرت اور دسترس حاصل تھی۔ ان تصانیف کا مقصد اعلیٰ اگرچہ تصوف اور ویدانت کے بعض مسائل کی مخصوص انداز میں تشریح و توضیح ھے لیکن ان سے شہزادے کے ادبی رجحانات کا بھی اندازہ ھوتا ھے۔

دارا شکوہ نے کم و بیش ایک درجن تصانیف اپنی یادگار چھوڑی ھیں جن کا مطالعہ شہزادے کے ذھنی فکر کے مختلف پہلوؤں پر بڑی روشنی ڈالتا ھے۔ یہ تصانیف اس کے فلسفیانہ اور صوفیانہ خیالات کے تدریجی ارتقا کی بڑی مرتب تفصیل مہیا کرتی ھیں۔ کیونکہ کم و بیش ھر تصنیف کا زمانہ نگارش ھمیں معلوم ھے۔ سب سے پہلی کتاب صوفیائے اسلام کا وہ تذکرہ ھے جسے سفینۃ الاولیاء کے نام سے یاد کیا جاتا ھے۔ یہ تذکرہ ۱۰۵۰ھ (۱۶۴۰ء) میں مکمل ھوا جب کہ شہزادے کی عمر پچیس سال کی تھی۔ اس تذکرے

میں تین سو پچاس سے زیادہ قادریہ ، چشتیہ ، سہروردیہ اور دوسرے سلسلوں کے ممتاز اور معروف صوفیاء کا ذکر ہے ۔ اس تذکرے کے دیباچے میں شہزادہ اپنے آپ کو قادری ، حنفی ، سنی لکھتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابتداء میں وہ حنفی المذہب سنی مسلمان تھا اور تصوف میں قادریہ فرقے کا مقلد ۔ خدا کی وحدانیت اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پر کامل یقین رکھتا تھا اور خلفائے راشدین سے اسے گہری عقیدت و محبت تھی ۔

۱۰۴۹ھ (۱۶۳۹ء) میں دارا شکوہ نے اس وقت کے مشہور صوفی ملاشاہ سے ارادت کا سلسلہ شروع کیا ۔ یہ بزرگ صوفی حضرت میاں میر کے جانشین تھے ۔ ملا شاہ کی محبت میں شہزادے کا رجحان تصوف و فلسفہ کی طرف زیادہ ہوگیا اور وہ اپنا وقت زیادہ سے زیادہ ایسی فلسفیانہ کتابوں کے مطالعہ میں صرف کرنے لگا جن میں اسلامی تصوف اور ویدانت کے مختلف مسائل سے بحث ہوتی ۔ اسی زمانے میں مختلف الخیال درویشوں ، صوفیوں اور رشیوں سے اسکی مسلسل اور طویل ملاقاتیں ہوتیں اور ان آزاد خیال لوگوں سے ان مسائل پر گفتگو ہوتی ۔ اس دور کے بڑے بڑے آزاد خیال صوفیاء مثلاً سرمد شاہ دلربا، شیخ صوفی، شاہ محب اللہ الہ آبادی اور بابا لال وغیرہ نے شہزادے کے مذہبی خیالات پر گہرا اثر ڈالا[۱] چنانچہ اس کے بعد کی تصانیف مثلاً رسالہ حق نما، حسنات العارفین، مجمع البحرین میں اس کا انداز فکر بدلا ہوا نظر آتا ہے ۔ مثال کے طور پر حسنات العارفین میں وہ اپنے متضاد بیانات کو نبھانے کی کوشش کرتا ہے اور اپنے دلائل کی تائید میں زمانہ قبل کے دوسرے مشہور صوفیاء سے منسوب شدہ ایسے ہی اقوال کا حوالہ دیتا ہے ۔ اسی طرح مجمع البحرین کی تصنیف کا مقصد اس بات کی تلقین کرنا ہے کہ ہندو فقرا سے

---

۱ ۔ تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے سید نجیب اشرف ندوی ۔ مقدمہ رقعات عالمگیر ص ۳۵۱ ومابعد ۔ بکر ماجیت حسرت ۔ دارا شکوہ ۔ حیات و تصانیف ۔ پروفیسر کے ۔ آر ۔ قانونگو ، دارا شکوہ ، ج۱ ، ص ۳۳۶ ومابعد ۔

مل کر اور ان سے ان مضامین پر بحث و مباحثہ کر کے اس بات کا انکشاف ہوتا ہے کہ اسلام اور ہندو مذہب میں محض بعض فروعی مسائل کا فرق ہے ورنہ حقیقت میں دونوں مذاہب کی روح اور ان کا منشاء ایک ہی ہے۔ چنانچہ اس کتاب کے ذریعے دارا شکوہ اسلامی تصوف اور ویدانت کو قریب لانے کی کوشش کرتا ہے۔

اس مذہبی اور فلسفیانہ تحریک کی نشرواشاعت میں شہزادے کو مرکزی حیثیت حاصل تھی ۔ اس کے ارد گرد اس کے متفق الخیال بہت سے فقراء اور صوفیاء جمع ہو گئے تھے۔ یہ لوگ اس بات کے لیے کوشاں تھے کہ بنیادی اختلافات سے قطع نظر کرکے اسلام اور ہندو مذہب کے اصولوں میں ہم آہنگی پیدا کی جائے۔ رفتہ رفتہ شہزادے کا دربار اس قسم کے بحث و مباحثہ کا مرکز بن گیا ۔ دونوں مذاہب کے تقابلی مطالعے کے لیے سنسکرت میں لکھی ہوئی مذہبی اور فلسفیانہ کتابوں کا فارسی میں ترجمہ کرنے کا کام شروع ہوا ۔ شہزادے کے میر منشی چندربھان نے اس سلسلے کی مشہور کتاب سوال و جواب دارا شکوہ و بابا لال مرتب کی۔ دارا شکوہ نے خود بعض پنڈتوں کی مدد سے اپنشد کا فارسی میں ترجمہ کیا اور سر اکبر یا سرالاسرار کے نام سے موسوم کیا۔

شہزادہ داراشکوہ کی شاعری بھی اسی قسم کے صوفیانہ خیالات کی ترجمان ہے ۔ اگرچہ اس کی نثر کی کتابوں کی طرح اس کی شاعری کے مختلف ادوار کا تعین نہیں ہو سکتا لیکن پھر بھی اس کے مطالعے سے اس کے صوفیانہ غور و فکر کے تدریجی ارتقاء کا پتہ چلتا ہے۔ اس کی اکثر غزلوں میں جن کو اس کا ابتدائی کلام سمجھنا چاہیے، اسلام سے سچی وابستگی ، خدا کی وحدانیت ، رسول کریم اور خلفائے راشدین سے گہری محبت اور عقیدت ملتی ہے:

چند بازی تو بر شریعت خود　　　　احمد مرسل از خداست سوا

تو همنشین من شو دیگر بدار دایم
چون خاتم النبیینص با یار غار صحبت

ترک زنار کرده ام زان رو
تار وحدت نه بود در زنار

متوجه مشو بغیر خدا
رشتهٔ هست سبحه و زناز

از محمدص هزار گل بشگفت
لیک در نام احمد و محمود

نیست بی چاره هیچ کار درست
نیست چیزی چو چار یار درست
بهر بخت چو من همی باید
پایهٔ چار استوار درست

قادری نیست هیچ جز قادر
وحده لا اله الا هو ،

ذیل کی غزل میں دارا شکوہ قادریہ سلسلۂ تصوف کی تعریف کرتا ہے :

سلسلۂ زلف یار سلسلۂ ما بود
طالب آن روی را خوشتر ازین جا بود
هر که دل خویش را بست باین سلسله
هر دم و هو ساعتش کار به بالا بود
دست بدست آمده سلسلۂ پیر ما
تا به قیامت همین سلسۂ ما بود
مظهر او شاه من بهتر از اهل زمان
ذات عزیزش ازین ذات معلی بود
دست درین سلسله هر که زند قلب او
نرم شود همچو موم گرچه او خارا بود

سلسلۂ قادریست آن کہ بحکم خدا
بر ہمہ قادر بود تا ہمہ دنیا بود

صوفیاء اور درویشوں سے دارا شکوہ کی عقیدت ضرب المثل تھی۔ خاص طور سے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، شیخ بہاء الدین زکریاؒ، حضرت میاں میر صاحبؒ اور اپنے مرشد و پیر ملا شاہ بدخشیؒ سے اسے گہری عقیدت تھی ۔ ان میں سے اکثر بزرگ صوفیاء کی تعریف میں وہ متعدد جگہ رطب اللسان نظر آتا ہے۔ جیسا کہ ذیل کے اشعار سے بخوبی ظاہر ہے :

(الف) شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی مدح میں یوں نغمہ سرا ہوتا ہے :

حضرت میران خداوند جہاں غوث جن و انس شاہ عارفان
محی دین شیخ عبدالقادر است آنکہ او را عرش باشد آشیان
رہنمای شاہراہ احمدی دستگیر جملۂ درماندگان
کی توانم گفت من خود را مرید قادری باشد سگ این آستان

(ب) حضرت شیخ بہاء الدین زکریاؒ کی تعریف یوں کی ہے :

قطب دنیا و دین بہاء الدین نقشبند یقین بہاء الدین
آنکہ در حکم او ہمی باشد آسمان و زمین بہاء الدین
آنکہ در پیش او بعجز نہند بادشاہان جبین بہاء الدین
قادری ہر کہ دامنش بگرفت دار خلد برین بہاء الدین

(ج) ملا شاہ بدخشی رح کی مدح سرائی یوں کی ہے :

حضرت ملا شاہ آن شاہ ما — کہ مرید خاص میان میر ہست
ہر مسی را زر کند ارشاد او — طالبان را فقر او اکسیر ہست

ہست ملا شہ آن وجود لطیف — کہ برو ہر نہان عیان باشد

توتیا گشت بہر ہر دیدہ — شاہ را ہر کہ خاک راہ بود

دارا شکوہ نے اپنے شعروں کے ذریعہ ان مقامات کی بھی تعریف کی ہے جن سے اس کے مرشد ملا شاہ رح اور حضرت میاں میر رح کا تعلق تھا ۔ اس سلسلے میں کشمیر ، پنجاب اور لاہور خاص طور سے قابل ذکر ہیں ۔ ان مقامات سے اپنی عقیدت کا اظہار اس انداز میں کرتا ہے :

خدا پنجاب را معمور دارد — ز خاک اولیاء منظور دارد
بود آباد دایم شہر لاہور — وبا و قحط ازین جا دور دارد
ہمیشہ اولیاء خیزند ازین ملک — خدا این قوم را مغفور دارد

عشق پنجابم نمودہ بی قرار
زانکہ نقش دوست در پنجاب ہست
کعبۂ من حضرت لاہور دان
سجدۂ من سوئی آن محراب ہست
قادری را کعبہ دارا پور شد
کاندران بسیار فتح الباب ہست
چون خدا و صاحب من پیر ہست
کعبۂ من حضرت کشمیر ہست

تصوف کے علاوہ اخلاقیات کا عنصر بھی دارا شکوہ کی شاعری میں خاصا نمایاں ہے ۔ وہ اخلاق و آداب کے متعدد اصول پیش کرتا ہے جن کا

شمار زندگی کی ہمہ گیر اقدار میں ہوتا ہے۔ ذیل میں اس نوع کی چند مثالیں اس کے دیوان سے پیش کی جاتی ھیں:

دست زر آلود بد بو می شود
جان زر آلود را احوال چیست

روز و شب گوشت بمرگ مردمان است
مر ترا مردن بود این حال چیست

قادری دید تا ترا در کل
صلح کل کردہ از عناد گذشت

تا خودی هست دایم اندر هست
این چنین کردہ اوستاد ارشاد

راز خود را بغیر دل تو مگوی
راز داری بغیر دل نبود

مسافر هر قدر باشد سبکسار
نیابد در سفر تصدیع و آزار
تو هم اندر جهان هستی مسافر
یقین میدان اگر هستی تو هشیار
بقدر مال باشد سرگرانی
بقدر هیچ باشد یار دستار
خودی را نیز از خود دور گردان
که هم بار است، بار وهم و پندار
تو تا باشی بدنیا باش آزاد
ترا چون قادری کردہ خبردار

دارا شکوہ کی شاعری کے موضوعات کے اس مختصر سے جائزے کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اسلوب پر بھی ایک نظر ڈالی جائے۔

اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ شہزادے نے فارسی ادب کا وسیع مطالعہ کیا تھا اور اسے کلاسیکی شاعری سے خاصا شغف تھا ۔ اس بات کا ثبوت ہمیں یوں ملتا ہے کہ اس نے اپنی اکثر تصانیف میں فارسی کے کلاسیکی شاعروں کے اشعار جابجا استعمال کیے ہیں ان میں سنائی، نظامی، عطار، خسرو، خاقانی، سعدی، رومی، حافظ، جامی، عراقی، ابوالخیر وغیرہ شامل ہیں ۔ چونکہ اس کی شاعری کا خاص موضوع تصوف تھا اس لیے اسی قسم کے مضامین کے اشعار بھی پیش کیے ہیں ۔

دارا شکوہ کی شاعری کا بالاستیعاب مطالعہ ہمیں اس نتیجہ پر پہنچاتا ہے کہ اس کے اسلوب بیان اور موضوع دونوں ملا شاہ کی شاعری سے حد درجہ متاثر ہیں ۔ بلکہ یہ کہنا غالباً نامناسب نہ ہوگا کہ دارا شکوہ نے اپنی شاعری کے لیے موضوع اور اسلوب دونوں ملا شاہ کے یہاں سے مستعار لیے ہیں ۔ ملا شاہ کی شخصیت اور فکر دونوں سے وہ بہت متاثر تھا اور اسے اپنے پیر و مرشد سے بہت زیادہ عقیدت تھی ۔ اس کا اظہار اس کے اشعار میں ہوا ہے ۔ اور اس کی مشہور تصنیف "سکینۃ الاولیاء" جو ان بزرگ کی سوانح اور کرامات کی تفصیل مہیا کرتی ہے، اس عقیدت کا ثبوت ہے ۔ اس تذکرے میں دارا شکوہ نے ملا شاہ کی شاعری کا خاصا ذخیرہ محفوظ کر لیا ہے ۔ جو تقابلی مطالعے کے لیے بہت مفید ہے ۔

دارا شکوہ کی شاعری پر تبصرہ کرتے ہوئے وکرماجیت لکھتا ہے:

> ''دارا شکوہ کی شاعری کا مطالعہ یہ حقیقت واضح کرتا ہے کہ اسے تصوف و فلسفہ نیز مختلف مذاہب کے تقابلی مطالعہ کا بہت شوق تھا ۔ ان موضوعات کے علاوہ ادب و اخلاق کا درس بھی شعوری یا غیر شعوری طور پر ضمناً آ گیا ہے لیکن تصوف کی جس منزل پر وہ پہنچا ہے وہ کسی اکتساب یا غور و فکر

کا نتیجہ نہیں بلکہ محض اس کی ذکاوت ذہن کی پیداوار ہے ۔ جو تقلید یا تدریس کی محتاج نہیں ۔ وہ ہر جگہ ہمہ اوست کا دم بھرتا نظر آتا ہے ۔ اس کی اکثر رباعیاں متعدد صوفیانہ اقوال کی تشریح و توضیح کرتی ہیں ۔ مختلف مذاہب کے مطمح نظر کو یکساں ثابت کرنے کی کوشش میں جو ذہنی انتشار پیدا ہوا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے فکر و نظر میں کوئی انفرادیت اور ارتباط قایم نہ رہ سکا اور یہی وجہ ہے کہ اس کی شاعری میں تفکر کا فقدان ہے ۔ خالص ادبی نقطۂ نظر سے بھی اس کی شاعری عام شاعرانہ خوبیوں سے عاری ہے اور مشکل ہی سے اس کی غزل میں ایک دو شعر ایسے ملیں گے جن میں واقعی شاعرانہ تخیل کی جھلک موجود ہو اور یہ کہنا تو بالکل بے جا نہ ہوگا کہ اس کی شاعری، تغزل سے بالکل نا آشنا ہے،،۔۱

حقیقت یہ ہے کہ اس کی شاعری شاعرانہ جذبات اور لطافت زبان کے اعتبار سے بالکل بے جان ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اسے ہم عصر نیز متاخر شعرا کی صف میں کوئی جگہ نہیں مل سکی ۔ اس کے دور میں لوگ عرفی، نظیری، طالب آملی، کلیم، قدسی، فیضی وغیرہ کے تغزل و آہنگ کے دلدادہ تھے اور ان ممتاز شعراء کا رنگ لوگوں کے ذہنوں کو بے انتہا متاثر کیے ہوئے تھا ۔ مغل شہزادوں اور شہزادیوں کی شاعری کا موضوع بھی، جیسا کہ متعدد تذکروں میں مندرج ان کے منتشر اشعار سے معلوم ہوتا ہے، انہیں شعراء جیسا تھا ۔ غیر دلچسپ اسلوب کی وجہ سے دارا شکوہ کی شاعری کو قبول عام حاصل نہ ہو سکا چنانچہ وہ اس ناقدری پر خود افسوس کا اظہار کرتا ہے:

---

۱ ۔ حسرت، وکرماجیت، داراشکوہ: حیات و تصانیف ۔ ص ص ۳۶-۱۳۵ ۔

هزار و بست غزل گفت قادری در عشق
ولی چه سود کسی منتبه نمی گردد

خود داراشکوہ کے زمانے میں بھی بہت کم لوگوں کو اسکے دیوان کی موجودگی کا علم تھا - نیز بہت کم معاصر یا بعد کے تذکرہ نویسوں اور مؤرخوں نے شہزادے کا نام شعراء کی فہرست میں شامل کیا ھے اور اس کے اشعار کا حوالہ دیا ھے - محمد افضل سرخوش اپنے تذکرے میں لکھتا ہے کہ قادری کا مختصر سا دیوان تھا - اس میں سے اس نے دس اشعار نقل کیے ھیں - اس انتخاب کی دلچسپ کیفیت یہ ہے کہ ان اشعار میں سے بیشتر اس کے دیوان میں موجود نہیں ۱ - غلام سرور کا بیان ہے کہ شہزادے کے دیوان کا نام اکسیر اعظم تھا۲ - اس بیان کی توثیق یا تردید کہیں اور سے نہیں ہو سکی -

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ سیاسی اختلافات اور علماء کے مذہبی تعصب کی وجہ سے داراشکوہ کا دیوان منظر عام پر نہ آسکا لیکن یہ بات قابل قبول نہیں ہو سکتی جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اسکی دوسری زیادہ قابل اعتراض کتابیں مثلاً حسنات العارفین ، مجمع البحرین اور سراکبر وغیرہ کی اشاعت و ترویج پر اورنگ زیب کے عہد میں بھی کوئی پابندی نہ تھی - چنانچہ ان کتابوں کے بے شمار نسخے پرائیویٹ اور پبلک کتابخانوں میں موجود تھے لیکن جہاں تک دیوان کی نایابی کا تعلق ھے اس کا سبب غالباً یہی تھا کہ عوام و خواص میں سے کسی کو بھی اس کے اسلوب بیان اور موضوع سے دلچسپی نہ تھی- اسی وجہ سے انھوں نے اس کو اپنے کتابخانوں میں جگہ نہ دی اور دیوان کی زیادہ نقول تیار نہ ہوسکیں - چند نسخے جو خود شہزادے کی زندگی میں تیار ہوئے ہوں گے ان میں سے بیشتر دستبرد زمانہ کی

---

۱ - سرخوش ، محمد افضل - تذکرہ سرخوش (کلمات الشعراء) ص ص ۴۸-۱۴۷)-

۲ - خزینۃ الاصفیاء ، ج ۱ ، ص ۱۲۵ -

نذر ہوگئے۔ چنانچہ ۱۹۳۹ء تک عام خیال یہی تھا کہ داراشکوہ کا دیوان نایاب ہے لیکن اس سال یہ اہم انکشاف ہوا کہ اس کے دیوان کا کم از کم ایک نسخہ نامکمل حالت میں موجود ہے ۔ یہ نسخہ خان بہادر مولوی ظفر حسن کی ذاتی لائبریری سے دستیاب ہوا جس پر انھوں نے ایک مضمون رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے جرنل میں چھپوایا [1] - ۱۹۵۰ میں یہ نامکمل نسخہ مولوی ظفر حسن کے دوسرے مخطوطات کے ساتھ نیشنل میوزیم آف پاکستان کی تحویل میں آیا - جس کی نشان دہی راقم نے اپنے ایک مضمون میں کی جو میوزیم جرنل آف پاکستان میں چھپا تھا[2] ۔

نیشنل میوزیم آف پاکستان کا یہ نامکمل نسخہ نہایت بوسیدہ اور کرم خوردہ ہے $4\frac{1}{2}'' \times 6''$ سائز کے صرف ۴۸ اوراق ہیں جو دستبرد زمانہ سے محفوظ رہ سکے ہیں ۔ کاغذ کشمیری ہے ہر ورق پر ۱۳ سطریں تحریر کی گئی ہیں جو شکستہ خط میں ھیں ۔ مکمل اور نا مکمل غزلوں کی تعداد ۱۳۳ ہے اور ۲۸ رباعیاں ھیں ۔ غزلیات حروف تہجی کے اعتبار سے ردیف وار مرتب کی گئی ہیں لیکن رباعیات میں یہ التزام ملحوظ نہیں رکھا گیا ۔ اس مخطوطے کے سرورق کی پیشانی پر یہ تحریر ہے ۔

دیوان شاھزادہ دارا شکوہ قادری

اور آخری صفحے پر آخر میں درج ہے ۔

تمت دیوان دارا شکوہ

اس مخطوطے کے درمیان سے کئی جگہ سے متعدد اوراق کم ہیں ۔

گذشتہ سال تک عام طور سے خیال یہ تھا کہ دارا شکوہ کے دیوان کا یہی ایک نسخہ دستبرد سے محفوظ رہ سکا ہے لیکن حال ھی میں

۱- (لیڑس) جلد ۵، نمبر ۱، ۱۹۳۹ء، مضمون نمبر ۳ ۔

۲- دیکھیے نمبر ۱، ج ۱۳، ۱۹۶۲ء ۔

ایک اور قلمی نسخے کا انکشاف ہوا ۔ یہ مخطوطہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور میں موجود ہے ۔ اس کے سرورق یا کسی اور جگہ پر دارا شکوہ کا نام درج نہیں، صرف غزلوں کے مقطعوں میں قادری تخلص ملتا ہے چنانچہ لائبریری کی فہرست مخطوطات میں تحریر ہے —

> ''مولف کے پورے نام اور حالات کی تعیین و تحقیق نہیں ہو سکی ۔ قادری کی رباعیات و غزلیات (جو حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب دی گئی ہیں) ایک مکمل مجموعہ ہے ۔ اشعار سادہ اور خیالات سطحی پر مشتمل ہیں ۔ اکثر ابیات بالخصوص بعض مقاطع میں نظریہ ہمہ اوست کی حمایت کی گئی ہے ۔ ملاعبدالقادر بدایونی (المتوفی ۱۰۰۴ھ) کا تخلص بھی قادری تھا لیکن ان کا کوئی دیوان معلوم نہیں ۔ قیاس ضعیف یہ ہے کہ یہ انہی کا دیوان ہوگا ۔''[1]

لیکن نیشنل میوزیم آف پاکستان کے مخطوطے سے جب اس نسخے کا مقابلہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اصل میں یہ دیوان داراشکوہ کا ہی دوسرا نسخہ ہے جسکی موجودگی کا علم آج تک کسی کو نہ تھا ۔

پنجاب پبلک لائبریری کا مخطوطہ بڑے اہتمام سے زرکار اور مطلا کاغذ پر خوشخط نستعلیق میں لکھا گیا ہے ۔ یہ مخطوطہ خوش قسمتی سے مکمل ہے اور ۷۰ اوراق پر مشتمل ہے ہر ورق پر ۱۴ سطریں ہیں۔ اس طرح

۱- منظور احمد عباسی - فہرست مخطوطات فارسی، پنجاب پبلک لائبریری، ص ۵۰۳

کل ۲۱۰ غزلیں اور ۱۴۱ رباعیاں ہیں مندرجہ ذیل گوشوارہ دونوں نسخوں کی غزلوں اور رباعیوں کی تعداد واضح کرتا ہے:

ردیف	غزلیات		ردیف	غزلیات		ردیف	رباعیات		ردیف	رباعیات	
	م ک ۱	م ل ۲		م ک	م ل		م ک	م ل		م ک	م ل
ا	۱۵	۱۵	ض	—	۱	ا	۴	۱۰	ض	—	—
ب	۵	٦	ط	—	۱	ب	۳	۳	ط	—	—
ت	۲۵	۲۵	ظ	—	۱	ت	۱	۱۷	ظ	—	—
ث	۱	۱	ع	—	۱	ث	—	—	ع	—	—
ج	۱	۱	غ	—	۱	ج	—	—	غ	—	—
ح	۱	۱	ف	—	۱	ح	۱	۱	ف	—	۱
خ	۱	۱	ق	—	۳	خ	—	—	ق	—	—
د	۱٦	۴٦	ک	—	۱	د	*۹	۳۱	ک	—	۲
ذ	۱	۱	ل	—	٦	ذ	—	—	ل	—	٦
ر	۸	۱۵	م	۲	۲۱	ر	—	۱۳	م	—	۷
ز	—	۴	ن	۱۵	۱۴	ز	—	۱	ن	—	۱۸
س	—	۳	و	٦	٦	س	—	۲	و	—	٦
ش	—	٦	ہ	۱۲	۱۹	ش	—	۳	ہ	—	۴
ص	—	۱	ی	۱۲	۱۵	ص	—	۱	ی	۹	۱۰

۱ - مخطوطہ نیشنل میوزیم آف پاکستان کراچی کے لیے حروف ''م ک'' (مخطوط کراچی) استعمال کیے گئے ہیں۔

۲ - مخطوطہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور کے لیے حروف ''م ل'' (مخطوطہ لاہور) استعمال کیے گئے ہیں۔

*غزلوں کی یہ تعداد مکمل نہیں ہے کیونکہ اس مخطوطے کے متعدد اوراق کم ہیں۔

ان غزلیات اور رباعیات کے علاوہ دارا شکوہ کے بہت سے اشعار خاص طور سے رباعیات کی خاصی تعداد ، اس کی دیگر تصنیفات ،مثلا سکینہ" الاولیاء رسالہ حق نما ، حسنات العارفین، مجمع البحرین وغیرہ میں ملتی ہے - ان میں سے بعض اشعار اور رباعیات تو ایسی ہیں کہ دیوان کے دونوں مخطوطوں میں بھی نہیں ملتیں ـ زیر نظر متن مرتب کرتے وقت ان تمام رباعیات اور منفرد اشعار کو مناسب جگہوں پر نقل کر دیا گیا ہے ـ اس طرح دونوں مخطوطات کا موازنہ کرنے سے اور دیگر ذرایع سے کل ۲۱۵ غزلیں اور ۱۲۵ رباعیاں مرتب ہو سکیں جو اس دیوان میں شامل کی گئی ہیں -

احمد نبی خان

غزلیات

بسم الله الرحمن الرحیم

همه موجود در وجود ما — گنج مخفی است این نمود ما
گرچه در پرده داشتیم آواز — شد ز نی ظاهر این سرود ما
ما ندیدیم هیچ غیر خود — غیر ننمود در شهود ما
وهم فانی شود نه ما فانی — هست باقی همیشه بود ما
سر ما خم که شد بجانب ما — از پئی خویش شد سجود ما
خویشتن را گرفته بنشستیم — ای خوشا این چنین قعود ما

فرق در قادری و قادر نیست
عین اطلاق شد قیود ما

۲۰

هستی نیست غیر ذات خدا — نیستی نیست غیر واهم ما
نیستی هیچ گاه هست نه شد — هستی اوست با خلا و ملا
نیست امکان وجود را چو عدم — من و تو ، دور کرده است ترا
هستیش را نه اول و آخر — اندران هستیش فناست فنا
لامکان و مکان چو پر شد ازو — در مکان غیر آمده ز کجا
آنچه محسوس هست ونامحسوس — عین ذات است لیک غیر ما

غیر او را ندید در دوجهان
آنچه چون قادری بود بینا

۳

میکنی تو طعن بر کردار ما
با خدا باید سپردن کار ما

ما براهی رفته ایم از بهر او
ی بیا اندر پئی رفتار ما

ما بدیم اما نکوئی آفرید
هیچ بی حکمت نه کرده یار ما

یک کسی موسن نگشتی در جهان
گر نمی آمد میان گفتار ما

داغ وحدت در جبین زاهدان
خط وحدت قشقهٔ کفار ما

صورت تسبیح کی گشتی درست
گر نبودی رشتهٔ زنار ما

قادری دکان آنها خالی است
گرم از وحدت بود بازار ما

۴

ای کجیهات راست‌بازیها
وی کمیهات ترک تازیها

خود بکن چاره سازی ما را
منحصر در تو چاره سازیها

رفت عاشق پیا[۲] پئی معشوق
نرود در پئی حجازیها

اقتدا کرده ام بدلبر خویش
نشوم در پئی نمازیها

نفس کافر بکش زدست دل
قادری را بکن ز غازیها

۵

گر ترا هست عزم کشور ما
ور ترا هست میل بستر ما

دل بده تا تو یار ما باشی[۱]
بار دل میدهد صنوبر ما

---

۱ - چودر پئی معشوق م ک

هستی خویش دور کن از سر   گر تو داری ز جان ودل سر ما
در بدر گشتن همه بگزار   بنشین پی مراد بر در ما

قادری باش بی غم و اندوه
مئی وحدت بخور ز ساغر ما

۶

کی شناسی قدر تو درویش را   چون نمودی پیشوا بد کیش را
راه حق ملا چه داند ای عزیز   پرس این ره عارف دلریش را
گر روی بر شاخ دم کروفر   مقتدای خویش کن پس پیش را
جاهلانرا پیشوایان گشته اند   کرده اند افسانه حرف پیش را
خاطر ظاهر خدای عارفست   کرده غائب او خدای خویش را
این نکو خواه تو او بد خواه تو   چون کنی رهبر تو بد اندیش را

قادری کرد اقتدا با عارفی
زان زند ملا بطعنه نیش را

۷

بر یار فدا هزار جانها   قربانش کنیم خان و مانها
لطفی که بکرد او بر این هیچ   شکریش[۱] نیاید از زبانها
دلاله هزار خوبرو برد[۲]   معشوق مرا گزید زانها
بردند بزش اگرچه بسیار   دلدار نکرد رو بآنها

---

۱ - شکرش م ک ؛ ۲ - بود م ک

دادی تو بقادری بسی شان
بنمود خدای بر تو شانها

۸

ای تغافل شعار یار ما   چون تغافل کنی به کار ما
خوب دانی تو مکر این زهاد   دور کن جمله از دیار ما
زهد صد ساله را بباد بده   که بود وهم اعتبار ما
جمله۱ عجب و ریاست این تقوی   کی بود لایق نگار ما
از دو جامی که پی به پی بدهی   دور سازی ز سر خمار ما
از دلم محو کن سوای خود   نیست غیر تو دوستدار ما
قادری خاک گشت در ره عشق
تا بخوانی تو خاکسار ما

۹

شنیدم زشیخی که بد مقتدا   خدا را نه بیند کسی جز خدا
چو غیر خدا را نه باشد وجود   خدا را نه بیند کسی جز۲ خدا
چو راعی و مرعی همان ذات هست   که گوید که حق را بدیدیم ما
بچشم تعین رخ خویش دید   تو خود را بکن از میانه رها
نگه کرد قادر چو در قادری
همه نام کردند این را بقا

---

۱ - م ک ۲ - از م ک ورق ۳ الف

١٠

در چشم من در آ و بنگر جمال خود را

تا از قرار واقع بینی کمال خود را

آئینهٔ تو هستم خود را به بین تو در من

جز این محال می دان کشت و وصال خود را

ما مظهر صفاتیم محتاج نور ذاتیم

بی ما کجا به بینی جاه و جلال خود را

جویای نقطه بودم اندر حروف ابجد

گفتند خوبرویان آن نقطه خال خود را

بی ما تو جان بی تن بی تو تنیم بی جان

زان قادری و قادر گفتند حال خود را

١١

زاهد نه کند سودی آنجا ملک ملا

از لشکر یکرنگی تحتیق شوی بی پا

این مبحث علمی نیست هر بار شوی غالب

ترسم که درین مبحث از دست دهی کالا

نادانیٔ خود پیش آر دانائی خود بگذار

مجهول شود علمت معلوم شود فردا

غوغا نکند سودی در معرکه مردان

شرمنده شوی آخر اینجاست عجب غوغا

گفتیم خدا را گیر بگذار همه تدبیر

کرد است وفا هرگز با هیچ کسی دنیا

خود بینئی خود بگذار گفتیم به تو هشدار

اوهام ترا آخر توحید کند رسوا

باقی نه شوی هرگز تا می نشوی فانی

این پند بکن در گوش از قادری دانا

۱۲

ای تو اندر هر جمالی رو نما وی تو اندر هر اباسی آشنا

ای بهر جا حسن خوبت جلوه‌گر ای فتاده شور حسنت جا بجا

آنکه۱ هرکس دید سوی روی تو چشم خود پوشید۲ او از ماسوا

هر قدر لب بسته ام از گفتگو هست آواز تو اندر هر صدا

هر که فانی گشت اندر ذات تو ذات خود را یافت دایم در بقا

هستی اندر ذات یکتای جهان از صفت لیکن شدی هر جا جدا

قادری جز تو نداند هیچ چیز

اول و آخر همین داند ترا

---

۱ - ای که، م ک ورق ۳ الف ؛ ۲ - پوشیده (ایضاً)

۱۳

ای ترا نام بنده ذات خدا بخدا از خدا مباش جدا
ظاهر او تو باطن تو او چون دوئی رفت غیر ماند کجا
گرنه ما و تو عین او هستیم او کجا هست؟ روی او بنما
تا برخش را کنیم نظاره هستئی خود بر او کنیم فدا
روبرویت تمام وجه الله چشم پوشیده ای زحق تو چرا
گر تو خواهی که روی حق بینی جمله یک رو به بین مبین تو سوا

قادری روی خویش در همه دید
گفت با خویشتن همین است بقا

۱۴

ای که گوئی خدا مرا بنماء مر خدا را خودی تو قبله نما
در دل خویش بین خدای خود تا بدانی که نیست از تو جدا
از خدا هیچ چیز بیرون نیست همه عین است لیک تو بخود آ
چند نازی تو بر شریعت خود احمدی مرسل از خداست جدا۱
ناروا را نه هیچ فهمیدی ناروا غیر عین یار روا
عین بینی تمام دل خوشی است غیر بینی همه بلا و جفا

قادری غیر یار هیچ ندید
هرچه وادید در خلا و ملاء

---

۱ - سوا م ک ورق ۴ ب

۱۵

از گل مطلب تو رنگ و بورا   در گل بنگر رخ نکو را
در آئینه اش ز دور بنگر   تاب نفست چو نیست او را
ممکن نبود نظر بمطلق   در قید طلب تواند او را
هر سو که نظر کنی همه اوست   وجه الله عیانست رو برو را
ز آئینهٔ خویش قادری یافت
هر چند که کرد جست وجورا

ردیف 'ب'

۱۶

هر که بگذاشته ثواب و عذاب   در جهان است او در کمیاب
از حبابی که نخوت اندر اوست   از تواضع نکو بود گرداب
آن برون می نماید از دریا   این فرو میرود میانهٔ آب
آن سرابی‌است در بیابانها   عین بحراست این مپیچ و متاب
زین دو بالا چو قادری باشد
هر کرا گشته است فتح باب

۱۷

ذات حق روشن تر است از آفتاب   زاهدان، خوشی مانده دایم با سراب
بحر لامحدود باشد ذات حق   آسمان و ارض در وی چون حباب

ذات بحت بحر باشد موج زن سایر و جنبان ولی اندر حباب

موج، نقش کف،جدا از بحر نیست غیر بینی‌ها شده پشت حجاب

غیر را در غیر دریا غرق کن دور ساز از پیش روی خود نقاب

آنکه می از جام وحدت در ربود مست‌شد هر کس که بود از شیخ‌وشاب

قادری در بحر وحدت غوطه خورد

گشت فارغ از ثواب و از عذاب

۱۸

چون رود نخوت از دماغ حباب خود به بیند که نیست غیر آب

چون تو هم وهم خویش دور کنی کی بمانی میان غفلت و خواب

هستي را که غیر میدانی نیستی را قیاس کن چو سراب

نیست یک ذره (ای) سوای حق از خدا بینئی خودی بعذاب

قادری۲ آنکه جمله یک داند

آن چنان آدمی بود کمیاب

۱۹

خود خدائی تو چه می خوانی کتاب

شاهد خود خود شو و می خور شراب

فکر و غم بر تو حرامست ای عزیز

فارغی تو از ثواب و از عذاب۳

۱ - موج و نقش وکف ؛ ۲ - م ک قادری زانکه جمله بکشاید ؛ ۳ - عقاب م ک ورق ٦ الف -

یار عین تو شده تو عین یار
درمیان گنجد کجا اکنون عتاب
جلوه‌گر جز خود مدان ای جان من
هر چه بینی نیک و بد زان رو متاب
بادشاه بادشاهان گشته ایم۱
قادری را داده قادر این خطاب

۲۰

بی حجاب و بی نقاب است آفتاب ابر وهمت مر ترا گشته نقاب
چیز دیگر کی حجاب او شود روئی خود را خود مگر باشد حجاب
هر چه بینی غیر او آن وهم تست غیر او داده وجودی چون سراب
بحر لامحدود ذات واحد است ما و تو چون نقش و چون موجی بر آب
چشم ما بینا بسوی اصل ماست چون بسوی بحرهٔ داغی (؟) حباب
آنکه او را دید و غیرش را ندید او ازو پرسد حساب و نی جواب
قادری تا عین دریا گشته است
گشته فارغ از عذاب و از ثواب

۲۱

چون کشایش نگشت از محراب زاهد اولی‌تر ست جام شراب
بعد ازین خود ز خانقه بگذر که ترا خانقاه کرده خراب

---

۱ - گشته ام م ک ورق ۶ الف

بر دلت ، هیچ گه فتح نه شد بود چون همتت ثواب و عذاب
چون مراقب تو مانده ای دایم حق در آورد پرده های حجاب
آنچه می خواستی ز بیداری.
قادری آن بیافته در خواب

ردیف 'ت'

۲۲

ذات و صفات ۱۶ تنزلم

بنام آنکه نامش عین ذاتست — وجود او منزه از صفاتست
همه وجه و همه سمع و همه عین، — همه تنزیه و پاکی در حیاتست
ز ذاتش هر دو عالم برقرار است — ز حکمش کوه و ارض اندر ثباتست
کسی خاموش از ذکرش نباشد — اگرچه سنگ و حیوان و نباتست
بچشم بد مبین ای قادری هیچ
همه جا اوست گرچه سومناتست

۲۳

عید مایان دیدن دلدار ماست — بت پرستی بهترین کار ماست
خوردن می کار ما باشد مدام — ترک از جام محبت عار ماست
هوشیاری یار ما از ما نخواست — درمیان جمله مستان یار ماست
مست شو چندانکه لایعقل شوی — آفت بسیار در هشیار ماست
تابع دل شو که گردد کام تو — مدعی چون نفس اندر کار ماست

بی پناه خم خلاصی کی شود پارسای شهر در آزار ماست

قادری شاهد بگیرو می بخور
شاهد هر دوجهان چون یار ماست

۲۴

حسن مطلق چو بر در و بام است نگهی عام س ترا نام است
خال رو دانه ایست اندر دام عشق اطلاق گر ترا خام است
مرغ از دام جسته زیرک شد باز او را چه کار با دام است
مئی اطلاق گر تو نوشیدی نظرت کی به ساقی و جام است
لیس ربی صباح گفت و مسا عاشقان را صباح چون شام است
نام او را ز عاشقان مشمار هر که اندر تجسس نام است

از زبان نیست تا بحلق فزون
قادری لذتی که در کام است

۲۵

مسکن و ماوای ما چون کوی تست
آفتاب و ماهتابم روی تست
تا نه بینم روی تو آرام نیست
لیلة القدرم همین گیسوی تست

زلف تو دارد مرا در پیچ و تاب
پشت من خم از خم ابروی تست
کار دیگر را ندانم هیچ کار
کار من ای دوست جست وجوی تست
روی هر کس سوی چیزی دیگر است
روی من ای یار نیکو سوی تست
غیر ذکر دوست لا طایل بود
ذکر من ای یار گفت و گوی تست
قبلهٔ عالم همین کعبه بود
قادری را کعبه بالله کوی تست

۲٦

مرا دعوئی پاکبازی کجاست مرا جامه های نمازی کجاست
رضای خدا هر چه خواهد کند مرا هم سر کارسازی کجاست
ببازیم خود را و او را بریم که بهتر ازین تیربازی کجاست
مجازی نباشد مرا عشق او حقیقی است عشقش مجازی کجاست
چه طور است گر قادری گوید او
نمازی نخواهم نمازی[۱] کجا است

۲۷

هر کرا وحدت زبام و در گرفت بی وسیله خویش را در بر گرفت

---

۱ - نیازی م ک ورق ۸ الف

تاج وحدت‌را چو کس بر سر نهاد　　ترک دنیا و هوا درا بر گرفت
هر که وصل وحدت آن ذات یافت　　جان خود ایمن ز شور و شر گرفت
وانکه چون قطره میان بحر شد　　دست‌خود رایافت دستش‌گر گرفت
هر که‌می از جام وحدت در کشید　　زاهدان شهر را چون خر گرفت
واقف اسرار او اندر جهان　　خویش‌را در خلق گنگ و کر گرفت

ذوق مستی از زبانش نظم راند
قادری در دست چون ساغر گرفت

۲۸

تا من قرار دادم با زلف یار صحبت
دیگر خوشم نماند با روزگار صحبت
در فکر سر گفتن یک لحظه چون نشینم
گوید چه هرزه کاری بامن مدار۲ صحبت
یاران این زمانه ماران و عقربانند
عاقل کجا بدارد هر گز بمار صحبت
با هر کسی که داری صحبت نفاق خیزد
بگذار با خلایق این بی مدار صحبت
تا وصل گل میسر باشد ترا چو بلبل
با گل چرا نداری ، داری بخار صحبت

---

۱ - هوا و زر م ک، ورق ۸ الف ؛ ۲ ـ بدار م ک، ورق ۸ ب

تو همنشین من شو دیگر بدار دایم
چون خاتم النبیین با یار غار صحبت
شمع جمال خود را چون من بتو نمودم
ای قادری ترا خوش پروانه وار صحبت

۲۹

عاقلان را باز گو این حال چیست
مال دنیا سهل باشد مال چیست
ترک غیر حق بکن او را بگیر
غیر ناید کار قیل و قال چیست
دست زر آلوده بدبو می شود
جان زر آلوده را احوال چیست
روز و شب گوشت بمرگ مردمان ست
مر ترا مردن بود این فال چیست
نفس خواهش را بکش ای قادری
رفتن اندر سوی این جهال چیست

۳۰

ذره را خورشید گشتن کار نیست — قطره را دریا شدن دشوار نیست
عابد و معبود خود عین. هم اند — غیر این معنی بجز پندار نیست
عین یاری گر تو دانی عین یار — عین گشتن مشکل بسیار نیست

گر نباشد صدق با وحدت ترا — جمله گویندت که یار غار نیست
تا نگردی از می وحدت تو مست — اهل دل گویند این هشیار نیست
گرد شمع خویش چون پروانه گرد — گر بسوزی مثل تو اغیار نیست
عین خود بشناس یار بی بها — این متاع نیک در بازار نیست
باش پروانه برای سوختن — گر ترا چون شمع چشم آزار نیست

خویش را هم قادری قادر بدان
در جهان یار ترا اغیار نیست

۳۱

نیست بی چاره هیچ کار درست — نیست چیزی چو چار یار درست
چار عنصر چهار رکن جهان — هم رباعی است از چهار درست
چار گنج است و چار دیوار است — نیست بی این بدان حصار درست
بهر تخت نبی ص همی باید — پایهٔ چار استوار درست

هر که هر چار را یکی داند
قادری اوست دوستدار درست

۳۲

آنرا که درون دل اگار است — مست است[۱] مدام بی خمار است
هر گه بسوی خزان نظر کرد — دانست شگوفهٔ بهار است
عمری که بغیر یار بگذشت — آن عمر مرا نه در شمار است

---

۱ - هست و مدام م ک ورق ۹ ب - ۲

من گوشه نشین چشم یارم — با گوشهٔ خانه ام چه کار است
کس در دل قادری نگنجد
جان و دل او چو وقف یار است

۳۳

. گر چشم تیز بین است هر ذره آفتابست
ور ضعف عین باشد نور جهان خرابست
از تشنگی نیابی گوئی که آب خواهم
در عین بحر هستی دانی که این سرابست
ای[۱] دوست عین آب است از آب نیست بیرون
در نام اگرچه باقیست یا موج یا حبابست
خود گفت نحن اقرب ابعد چرا تو رفتی
نزدیک هست یعنی عین تو آن جنابست
درجسم قادری شو بین جمله ذات قادر
دیدن چو غیر پنهان او را کجا حسابست

۳۴

چون خداو صاحب من پیر هست — کعبه من حضرت کشمیر هست
هرکه شه را دید کعبه را نه جست — در نگاه رویش این تاثیر هست
دامن شه را بگیر ای کعبه رو — کعبه‌را پس چون تودامن گیرهست
گر فنا بخشد بقا حاصل کنی — در طریقش این چنین تعمیرهست
حضرت ملا شه است آن شاهٔ ما — کو مرید خاص میان میر هست

---

۱ - م ک آن دوست عین ذاتست از ذات نیست بیرون

هر مسی را زر کند ارشاد او   طالبان را فقر او اکسیر هست

شاه را چون قادری محکم گرفت

هر که را دیدار حق تقدیر هست

۳۵

هر که در هستی او هستی خود باخته نیست

با بد و نیک بشور و شکرش ساخته نیست

لذت وصل چه داند که بگوید همه اوست

آنکه اندر ره او یکدو قدم۱ تاخته نیست

نیست جائیکه ازان جا و مکان بیرون نیست۲

نیست سروی که ز قد خوشش افراخته نیست

سرو قدی تو میان کوئی کوکو ...(؟)

کو کوئیت هیچ کم از کو کوئی آن فاخته نیست

قادری کی برسی تا تو نگردی همه یار

کی رسد هر که دوی را ز دل انداخته نیست

۳۶

گشت صادر هر آنچه او میخواست   زاهدا تندی۳ ات بما بی جاست

ما به پند کسی ز ره نه رویم   عاشقی پیشهٔ قدیمئی ماست

کار نیکو اگرچه هست بسی   خود به ببین همچو عشق کار کجاست

پیش هم از الست بودم مست   که جواب بلیٰ ز من برخاست

۱- درم باخته ؛ ۲- است م ک ورق ۱۰ ب ؛ ۳- پند

رگ و پی پر شده ز عشق دوست — گر بگویم منم خدای رواست
غیر یکذات نیست موجودی — غیر بینی تو بگو که چرا است
من نه این نغمه ساختم از خود — همه گفتند هر چه هست خداست
هرچه جز یاردل باو بندی — از برای دلت جفا و بلاست
قادری گشت قادر مطلق
از پی هر فنا کمال بقاست

۳۷

مثل روی تو آفتاب کجاست — همچو لعلت شراب ناب کجاست
بی حجابی تو پیش دیده ۱ من — حسن خوب ترا حجاب کجاست
چشم باید که کس رخت بیند — ورنه روی ترا نقاب کجاست
بحر حسن تو هست لا محدود — همه جا آب پر سراب کجاست
هر که بیدار گشته دید رخت — اندران دیده باز خواب کجاست
کوری چشم شد عذاب الیم — بینشت گر بود عذاب کجاست
قادری یافت وصل دلبر خویش
واصلانرا دگر عتاب کجاست

۳۸

از شوکت تو پیدا آثار الوهیت
در شرع روا نبود برکشته تودیت

---

۱ - پیش چشم ما م ک ورق ۱۱ الف

تا چند نهان باشی خورشید نهان ماند
چون مهر برآ بیرون از ابر عبودیت
تا روی بگردانند از کعبه و بتخانه
از جمله خودی خیزند۱ آیند بمحویت
زلف تو پراگنده کردست دل عالم
گر جمع کنی آن را گردند به جمعیت
چون موج به بحر آیند چون قطره نهان گردند
از قید شده فارغ افتند به صرفیت
از جام تو گر می را نوشند نمی۲ دانند
گر زهد بود بهتر زین۳ نشا و کیفیت
در قادری و قادر ما و تو کجا گنجد
کین ما و تو در وحدت باشد همه ثنویت

۳۹

هر که دل را بزلف دلبر بست — گشت آزاد و از دو کون برست
غیر یکذات هیچ چیز ندید — روی او دیده گشت بیخود و مست
از دل او برفت چون و چرا — نیک و بد گشت جمله اش یکدست
فعل او را ندید بی حکمت — در الف بین هزار حکمت هست
هر که توحید را ز دست بداد
قادری شد جدا ز همت پست

---

۱ - خیزد م ک ورق ۱۱ الف ؛ ۲ - همی م ک ورق ۱۱ ب ؛ ۳ - این م ک ورق ۱۱ ب

۴۰

هر که جان خویش با او بسته است

ز افت هر دو جهان او رسته است

پستگان گر بد بگوئیندش چه باک

او خلاص از مدح و ذم بنشسته است

دل باو بست و خلاص از غیر شد

شکر لله کز همه بگسسته است

کنده از اغیار بهر یار خویش

با سگان کوی او پیوسته است

پیش قادر قادری بی قدر نیست

قدر او را خوب حق دانسته است

۴۱

باز چون جان و دلم بیتاب هست

باز چون چشمان من بیخواب هست

عشق پنجابم نموده بی قرار

زانکه نقش دوست در پنجاب هست

چون بپا داخل شوم در شهر او

ساختن از سر قدم ز آداب هست

کعبه من جنت لاهور دان

سجدهٔ من سوی آن محراب هست

تا کنم آنجا طواف پیر خویش
جان بی آرام چون سیماب هست
محنت این راه راحت گشته است
بسکه شوق صحبت اصحاب هست
قادری را کعبه دارا[۱] پور شد
کاندران بسیار فتح الباب هست

۴۲

آنچه بی تو گذشت، شاد گذشت عمر با تو مرا چو باد گذشت
گر کنم یاد تو شوم کافر که مرا کار هم زیاد گذشت
تا ترا عین خویش می بینم دل من از همه مراد گذشت
تا ترا دیده ام بجز و کل خواهشم از کم و زیاد گذشت
قادری دید تا ترا در کل
صلح کل کرده از عناد گذشت

۴۳

همت قلعهٔ گلی بشکست زاهدا هست اینچه همت پست
همت ما جهان گرفت و گذاشت دل بدنیای دون و سفله نه بست
نفس گرم ما بهر چه رسید همچو تیر خدنگ از وی جست

---

۱ - ''نام محله است که دران روضه شاه میراست'' کذا در مل ورق ؛

نفس سرد زهد کار نکرد　　کسب گرمی بکن ز باده پرست
بو العجب این که منبر و محراب　　جمله ابواب فتح بر تو بست
گر تو در میکده کشیدی جام　　کام دل یافتی تو دست بدست
قادری زان مهم زهد نکرد
خشکئی دیده بود روز الست

۴۴

لطف حق چون نگاهبان ماست　　عشق خونخوار پاسبان ماست
چشم تو هر زمان بخونریزی　　در پئی جان ناتوان ماست
هر ادای تو از یکی بهتر　　این همه از برای جان ماست
اضطراب از برای کشتن چیست　　عمر یک چند، میهمان ماست
هستی ما هلاک هستی تست
قادری این سخن عیان ماست

۴۵

شور حسنت همه جهان بگرفت　　از زمین تا بآسمان بگرفت
گنج حسن ترا نهایت نیست　　از مکان تا به لا مکان بگرفت
حسن تو بی نشان همه گفتند　　بی نشان جملگی نشان بگرفت
میهمان دل هر آنکس شد　　خانهٔ خود ز میزبان بگرفت
هر که بگریخت از بلای عشق
قادری راه او روان بگرفت

---

۱ - چندی م ک ورق ۱۳ الف

۴۶

مرا بخشیده‌ای ملک هدایت — که آن ملک مرا نبود نهایت[۱]

نصیبم کرده‌ای هستیٔ جاوید — کنم صد شکر هر دم از برایت

بخط خود خدا دادم نوشته — قوی تر زین ندیده کس روایت

مرا دم در بغل آمد ز لطفت — کند زان مدعی هر دم شکایت

دلم پروای صد دشمن ندارد — مرا چون شاه دارد در حمایت

تو کردی بخشش شاهانه ای شاه — نکرد از اولیا دیگر نوایت

تو کردی قادری را خانه آباد
سلامت بر سرش داده خدایت

۴۷

وصل او راست لطف او باعث — نیست ای یار جستجو باعث

روز اغیارتاب مهر وی است — دوریش راست ما و تو باعث

دید بلبل چو روی حضرت گل — بهر آن شد به گفتگو باعث

روی از رنگ و بو متاب ز زهد — به سوی اوست رنگ و بو باعث

موبمو چون نهانست اندر من — شد باظهار مو بمو باعث

قادری را چوسوی خود بکشید
بود قادر نشد همو باعث

۴۸

دیدنت آمد رخت را از رواج — می نه بیند سوی آن مه غیر کاج

---

۱ - بغایت م ک

شاه خوبانی و از عشاق خود جان و دل را می ستانی در خراج

هر که اندر کوئی تو آرام یافت شد بسی بیزار ملک و تخت و تاج

خوبئی در کس نمانده غیر تو خوبئی جمله گرفتی تو به باج

قادری را حج رویت افضل است

زائران کوئی تو باشند حاج

۴۹

در جهان غیر نگارم تو مدان هیچ ملیح

که کلامش همه وصفست[۱] چو قران فصیح

صورت او که شب اندر نظرم جلوه گر است

پیش چشمم بجز او هرچه بود هست قبیح

لطف او خستگئی جان مرا سازد به

هر که آن یافت مر او راست چه حاجت به مسیح

هر که را دیدن آن روی میسر گردد[۲]

عین مذکور شود دست نگیرد تسبیح

عاشقش را نه رسد زآتش دوزخ آسیب

هست ز استاد عزیزم بمن این نقل صحیح

عشق او لایق هر بوالهوسی کی باشد

عاشقش بر ملک و انس بدارد ترجیح

۱ - وحی است م ک. ؛ ۲ - باشد م ک ورق ۱۳ الف -

غیر یک یار نباشد[۱] بجهان چیز دگر
قادری کرد اشارت بهمان یار صریح

۵۰

هست کونین همه مظهر آن نیکو رخ
نیست جز او بمیان دو جهان نیکو رخ
پیش عشاق همه هست به جلوه ظاهر
هست از دیده اغیار نهان نیکو رخ
حسن آن یار بود جلوه کنان در همه جا
چون ندانی تو همه نیکی آن نیکو رخ
خوبی آنکه ز اوصاف بشر بیرون است
نیست ممکن که به گنجد به بیان نیکو رخ
چون زلیخا بشود یوسف کنعان بی تاب
گر بگردد زپس پرده عیان نیکو رخ
آرزو نیست بجز دیدن آن مه مارا
چون تمنای دل ماست همان نیکو رخ
قادری جمله ز سر تا بقدم نیکو شد
تا سخن گفت ز خوبی چنان نیکو رخ

۵۱

یک و جود هو است لامحدود که برون بد بنور حد حدود

---

۱ - نه بینی م ک

کرد خواهش بدیدن رخ خویش — چون که بر حسن گنج مخفی بود
پس ز هو عاشقی هویدا شد — از همین خواست جمله شد موجود
حسن خود برسبیل نخلی دید — نام آن گل محمدص فرمود
از محمدص هزار گل بشگفت — لیک در نام احمدص و محمود
گشت معشوق خویش در این نام — شد کلید در خزانهٔ جود
بعد ازان غیرتش خدائی خواست — شد خدا و رسولص گفت و شنود
خواست با دوست حرفها گوید — گشت قرآن و خویش را بستود
چون نظر کرد در صفات خویش — شد رحیم و کریم و رب ودود
آسمان و زمین بشد پیدا — چون حباب از میان دریا زود
گفت ز آواز خویش آن دریا — از همان موج و نقش روی نمود
گرمی و شورٔ عشق چون افتاد — نام خود کرد شاهد و مشهود
آخر از عشق جمله پیدا شد[۱] — این گره‌ها تمام عشق کشود
نقطهٔ سیر چون تمام بشد — عبد در نام گشته شد معبود
قادری جمله از تو پیدا شد
آنچه بود است و هست و خواهد بود

۵۲

آنچه صورت نگار بنمودند — که مرا بی قرار بنمودند
بود فارغ مگر دلم از عشق — که دگر جسم زار بنمودند
حسن خود را بکثر جلوهٔ نو — یکی اندر هزار بنمودند

---

۱ - پیدا شد م ک ورق ۱۵ الف

چه سبب شد که باز معشوقان   عاشقی اعتبار بنمودند
بود بیکار قادری غریب
تا رهی سوی کار بنمودند

۵۳

هر که امروز در جهان باشد   شاه مارا ز بندگان باشد
کام بخشی که بخشش حق است   قبله جمله عارفان باشد
هست[۱] ملا شه آن و جود شرف   که برو هر نهان عیان باشد
در جهان است و از جهان بیرون   در مکان است و لامکان باشد
گوهر معرفت دروست نهان   سر اسرار بحر و کان باشد
بحر و کان غم نهایتی دارد   بی نهایت خدایگان باشد
ذات او هست بیخ اهل الله   اهل توحید را امان باشد
صورتش جامع حقیقت شرع   شرع را او نگاهبان باشد
قادری مرشد و خدائی تو
تا جهان است جاودان باشد

۵۴

ورق نا نوشته هستی بود   نقشها اندرو همه موجود
نقشها چون بروی کار آمد   شد نهان تخته جمله نقش نمود
تخته در زیر نقش پنهان شد   نقش آمد بموجها و شهود

---

۱ - م ک ورق ۱۵ ب

هر که در چشم اوست تخته اصل　　در همه نقش بیند او مقصود

قادری شد باصل خود راجع

چونکه بود است عاقبت محمود

۵۵

عاشقانش تمام خورم و شاد　　از تماشای غیر او آزاد

شادئی هر دو کون ایشان را　　عمر زاهد گذشته در فریاد

کار آنها مدام گریه و عجز　　خنده روکس ندیدم از زهاد

روز و شب کف کند دعا نرود　　عمر خود را تمام داده به باد

خویش را چون بباد[۱] می ندهی　　همتی کن هر آنچه بادا باد

هر که خود را ندید او را دید　　از دوئی شد خلاص شد افراد

از یکی میشود هزار کرور　　تو یکی بین زهفده و هفتاد

تا خودی هست دایم اندوهست　　این چنین کرده اوستاد ارشاد

قادری زود عین قادر شد

چون مدد کرد قادر بغداد

۵۶

چون خدا آفرید خود را خود　　اندران جمله چید خود را خود

گفت[۲] اناالحق و داد خود فتوی[۱]　　دار گشت و کشید خود را خود

صورت[۳] آدمی پسند نمود　　از همه بر گزید خود را خود

---

۱ - بجام م ک ورق ۱۶ الف

در پس پرده گفتگو می کرد   پرده برداشت دید خود را خود

قادری را فروخت چون یوسف

شد زلیخا خرید خود را خود

۵۷

بی وصل دوست لطف میسر نمی شود

خورشید وحدت است مسخر نمی شود

هر لحظه اضطراب دل من شود زیاد

چون ناز آن نگار مکرر نمی شود

در هر دلی درست نیفتاد معرفت

در هر صدف به بین تو که گوهر نمیشود

بی معرفت اگرچه شهنشاه کشور است

در پیش اهل حال توانگر نمی شود

از نیستئی[۱] فقر ره هستی یافتند

این فتح بس عظیم به لشکر نمی شود

آن را که بوی[۲] مستئی حق نیست در مشام

از هیچ بو دماغ معطر نمی شود

---

۱ - از نیستی وفقر ره هست یافتند م ک ورق ؛ ۲ - بوی نیست ز توحید در مشام م ک ۱۷ الف ؛

هر کس که دیده است رخش اندرین جهان
اعمی بروزحشر به محشر نمی شود
آنکس که جام معرفت حق کشیده است
از گردش دو کون مکدر نمی شود
چون قادری شنای نیاموخت هیچ کس
هر کس به بحر رفته شناور نمی شود

۵۸

صوفی نه شود زاهد گر قحط شراب افتد
محجوب کجا گردد هر چند حجاب افتد
گر مئی نشوذ پیدا لطف تو بود کافی
بیدار کنذ بختم هر چند به خواب افتد
ما ترک مئی ظاهر از زهد نه بنمو دیم
کی همت پر فطرت در فکر عذاب افتد
بی لطفی تو در دل یک لحظه نمی ماند
معلوم کجا ماند نقشی که بر آب افتد
چون برف مناری دان این فتنه که برپا شد
از گرمی لطف تو دانم که شتاب افتد
ذوق تو مرا هر دم بردار سرافرازد
از جوش چو در دریا هر لحظه حباب افتد

دارد چه مجال وحد تا قادری عاشق(؟)

چون منع گله کردی دیگر بجواب افتد

۵۹

مقتول تو از شوقت بر دار نمی گنجد
بر دار همی گوید کاغیار نمی گنجد
چون دار جدا نبود از یار بدان هرگز
بر دار خوششش آید بر دار نمی گنجد
اغیار نمی گنجد جای که انا الحق است
اغیار کجا گنجد چون یار نمی گنجد
گر غیر خسی دانی عالم بشود بر هم
در وحدت یک واحد یک تار نمی گنجد
مذکور شود ذاکر چون ذکر همی خیزد
در وصل یقین می دان انکار نمی گنجد
تو صوم مرا هرگز چون خویش مدان زاهد
در روزهٔ اهل دل افطار نمی گنجد
گر گفت زبان رازی مارا گنهی نبود
در سینهٔ دل تنگان اسرار نمی گنجد
بر زانوی خود سر را بنهادم و بنشستم
در مشرب بی پایان رفتار نمی گنجد

در آئینهٔ روشن عکس رخ تو افتد
تا دل به صفا نبود دل دار نمی گنجد
تا روی خوشت دیدم چشم از همه پوشیدم
در جان و دلم اکنون گزار نمی گنجد
مستی بکن و مستی ای قادری مسکین
دانی که درآن مجلس هشیار نمی گنجد

٦٠

مسلمانان مرا دل شاد سازید — ز بند و قید خود آزاد سازید
ز شاگردی به تنگ آمد دل من — ز بهر حق مرا استاد سازید
ز هر قومی مرا بیرون نمائید — دگر بارم نه هرگز یاد سازید
کنم من دامهای خویش پاره — مرا تا کی شما صیاد سازید
بجز حق کفر و ایمان و مذاهب — شما چون قادری برباد سازید

٦١

سخن یار کس نمی گوید — گل وحدت کسی نمی‌جوید
از دل و جان خویش ای یاران — نقش اغیار کس نمی‌شوید
چون زمین نیست صالح ای زاهد — تخم وحدت ز دل نمی‌روید
بهر کعبه روند راه دراز — کس برش یک قدم نمی‌پوید

قادری قادر تو اندر تست
لیک در خود کسی نمی جوید

٦٢

رویت ار بی نقاب خواهد شد
گفتگو بی حجاب خواهد شد
مهر تو چون فتاد در دل من
دل من آفتاب خواهد شد
هر چه غیر تو هست اندر وهم
حال آن چون سراب خواهد شد
هر که دل بسته نیست با زلفت
آخرش پیچ و تاب خواهد شد
هر که در جست و جو نهاد قدم
بی‌شکش فتح یاب خواهد شد
روز محشر که روز عشاق است
زاهدان را عتاب خواهد شد
از همه عاشقان بروز جزا
قادری انتخاب خواهد شد

۶۳

خفتگانند زندگانی چند همه در قید وهم اندر بند

خفته بیدار می شود از خواب مردگانند چون نمی جنبند

حرف وحدت نکرد هیچ اثر هر قدر گفته شد ببانگ بلند

هوشدارند و فکر می نکنند چون رمه پیش و پس ندیده دوند

چاه در چاه کرد ایشان را در پئی یکدگر بچاه افتند

زین چو انعام گشته بلک اضلّ که سوی اصل خود همی نه شوند

قادری روز و شب نتافته[۱] کان

پس فتد آن قدر که پیش روند

۶۴

نیست چیزی بجز خدا موجود

خواه اندر خفا و خواه شهود

پس نگوید کرا توان گفتن

گرچه کافر بود وگرچه جهود

هیچ جای رخ نگار تو

در نظر آمدت که خویش نمود

---

۱ - تافته، م ک ورق ۱۹ ب

هر بدی کو ترا بچشم آید
بدیئی خود بدان که خواهد بود
تا بدی های خود نه سازی دور
کی بیابی چو قادری مقصود

٦۵

هر که بدنام شد مبارک باد
کام بر کام شد مبارک باد
آنکه در فکر کس نمی گنجد
با دلت رام شد مبارک باد
مژده ها ده به جمله صیادان
باز در دام شد مبارک باد
پیش زاهد ز جام نام مبر
عارف از جام شد مبارک باد
آفتابی که بود در پرده
بر در و بام شد مبارک باد
آنکه۱ یک ذات دید در دو جهان
عشق او عام شد مبارک باد

---

۱ - عکس یک ذات نیست در دو جهان م ک ورق ۱۹ ب

قادری یار در برت آمد
کار تو تام شد مبارک باد

۶۶

بی خطره نگردد آدمی زاد / تا آنکه شود به وحدت آباد
کی خطره شود کم از عبادت / بی آنکه شوی ز خویش آزاد
باخطره نماز های دایم / بی شبه بروز حشر برباد
ازکسب نیابی این سعادت / توحید و یقین بود خدا داد
آن کس که برد پئی بوحدت
ای قادری او بمردمان شاد

۶۷

گرچه انسان پر از گناه بود / هست پاک ار مرید شاه بود
هر که یکبار دید روی شاه / مرشد شیخ خانقاه بود
توتیا گشت بهر هر دیده / شاه را هر که خاک راه بود
آنکسی را که دید روی او / سوی کونین کی نگاه بود
کی گناهی ازو شود صادر / که بدان جرم عذر خواه بود
چون گناهی نه شد زما واقع / بی گناهی ما گناه بود

خاطر بندگانش باشد جمع
قادری را چو او پناه بود

٦٨

هر که یکبار ماه‌رو را دید — باز هر سو که دید او را دید
گشت بد خوی او زجمله جهان — آنکه آن یار نیک خو را دید
سوئی کعبه نشد به میکده رفت — هر که آن خانه را و کو را دید
پیش چشمش همیشه یک آمد — جمله یک خواند گرچه دو را دید
بیگمان دست زد چو مار سیاه — هر که آن زلف مشکبو را دید
جست‌وجو جمله جستجوی خوداست — گفت هر کس که جست‌وجو[۱] را دید
قادری به ز ذکر یار نیافت
نطق انسان چو گفتگو را دید

٦٩

امشب شب وصل تام دارد — با خود خوشی تمام دارد
هر آرزوئی که خواهی از یار — در خواه که یار کام دارد
با یار نشسته کی غم غیر — این لیل خدا مدام دارد
با ما بکرم سخن بگوید — سرشار بدست جام دارد

---

۱ - جست و خود را م ک ورق ۲۰ الف

قربان چنین شب وصالم کین شب نه سحر نه شام دارد
بخت است مگر که‌این چنین خوب آن وحشی خویش رام دارد
شد خاص بقادری چنین خوب
این شب نه بکار عام دارد

۷۰

چشمهایم مدام بی خواب اند روز و شب بیقرار و بیتاب اند
عشق تو آب داده ایشان را خشک زان نیستند شاداب اند
تا به رخساره ات نظر افتاد تشنه ماندند گرچه درآب اند
بسکه خون خورده اند درعشقت دایم اندر میان خوناب اند
تا جدا مانده اند از وصلش
قادری خطره ناک سیلاب اند

۷۱

هیچ یاری بغیر دل نه بود غمگساری بغیر دل نبود
جانم از یار غار داد خبر یار غاری بغیر دل نبود
راز دل را بغیر دل تو مگو راز داری بغیر دل نبود
اسپ تازی که گو ز میدان برد شهسواری بغیر دل نبود

آنکه خواهد ترا که گل سازد دوستداری بغیر دل نبود
چشم مست است و لعل پر ازمی هوشیاری بغیر دل نبود
قادری باش پاسبان دل
چون نگاری بغیر دل نبود

۷۲

شور بلبل از برای گل بود بهر آن ذاتست کاندر کل بود
ورد۱ احمر روشنی روی اوست بهر عشق گل چنان بلبل بود
مستی مستان نه از انگور هست بهر یک رنگ است کاندر مل بود
فکر عاشق در جمال مطلق است نی برای زلف چون سنبل بود
عشق پروانه برای راز اوست آنکه بیند آتش اندر دل۲ بود
هست آوازی ز ذات صرف صرف آن صداهای که در زنگل بود
رنگ جمله رنگ یار قادریست
چون نگوید او چو حکم قل بود

۷۳

روی در پای یار باید کرد عجز با انکسار باید کرد
بنده هستم همیشه حاضر باش خدمت آن نگار باید کرد

۱ - بمعنی گل سرخ ؛ ۲ - یہاں قافیہ غلط استعمال کیا ہے

خدمتش را مدام لازم گیر	خویش را دوستدار باید کرد
پیش او گو هرآنچه در دل تست	راستی را شعار باید کرد
مستی و هستی ازوجود فگن	خویش را هوشیار باید کرد
هستئی کو تراست غیرش راست	نیستی اعتبار باید کرد
آن کرم ها که میکند با تو	شکر آن بی شمار باید کرد
جان تو لایق سگانش کی است	هر دو عالم نثار باید کرد
همچو ماهی برای وصل به آب	جان و دل بیقرار باید کرد
گر نه بینی رخش تو یک ساعت	گریه زار زار باید کرد

قادری همچو عاشقان برش
جای خود را بدار باید کرد

۶۷

آنکس که یار بیند اغیار برنتابد
چون عین گشت فانی آثار برنتابد
بار گران عشقش جز آدمی نبرد است
جن و ملک یقین دان کین بار برنتابد
عشق چنین نگاری آسان نباشد ایجان
جز آدمی جاهل این کار برنتابد

---

۱ - هستی ورق ۲۱ ب کجا ، م ک ورق ۲۲ الف ؛

از سوی دار رفتن ای یار عار نبود
دانم که بار عشقم این دار برنتابد
دم در کشید آخر آن کس که باد مینرد
کین راز عشقتم را گفتار برنتابد
رو از درون خود کن بگذار کعبه رفتن
سالک ره دلست این رفتار برنتابد
کفر حقیقتم را چون برنتافت سبحه
ترسم که همچو سبحه زنار برنتابد
گویم از آنچه برمن وارد شداست لیکن
اسرار بادشاهان اظهار برنتابد
یکسان به قادری شد مدح و ذم خلایق
زاهد ز تنگی دل افکار برنتابد

۷۵

پرده چون از میانه بر خیزد
قرب و بعد زمانه بر خیزد
شش جهت یار خویش می بینی
گشتن گرد خانه بر خیزد

چون یکی گشت انچه بود همه
سه و چار و دوگانه برخیزد

چون تو خواهی نثار یار کنی
از دلت جز یگانه برخیزد

آفتاب دل ار شود طالع
از من و تو بهانه برخیزد

چون تو هستئی خویش بر گیری
وحدت از هر کرانه بر خیزد

گر تو جان را ز غیر پاک کنی
از اناالحق ترانه برخیزد

ذکر و ذاکر چو از میان برود
ذکر و تسبیح و دانه برخیزد

قادری گر تو گم شوی ز میان
هر کجایت فسانه برخیزد

<٦

هر که زینجا ۱ شتافت گو را برد
هر که خود را بباخت اورا برد

۱ - اینجا م ک ورق ۲۲ ب ، این را شناخت ، حسرت ص ۱۴۴

هر که پای خمی گرفت و نشست
ساقی و باده و سبو را برد
وانکه در خویشتن نجست او را
رفت و با خویش جست و جو را برد
آنکه زین سر نیافت آگاهی
رفت در خاک و آرزو را برد
قادری یار خویش در خود دید
خود نکو گشت[1] و ان نکو را برد

۲۲

در یار چو گم کردی دیار کجا ماند
رائی چو شود مرئی دیدار کجا ماند
در یار چنان گم شو کز تو اثری نه بود
اعیان چو شود فانی آثار کجا ماند
افروخت ز دل آتش بر سوخت مرا خرقه
خرقه چو همی سوزد دستار کجا ماند
زنار بود وهمت آن وهم بکن پاره
در دانه چو شد رشته زنار کجا ماند

---
۱ - بود کان نکو - حسنات العارفین ورق ۲۹ الف

از هوش چو بیرون شد این قادری مسکین
چون خورد مئی وحدت هوشیار کجا ماند

۷۸

ای تماشا کن جمال خود — وی تجسس کن وصال خود
غیر تو نیست یار کس به میان — نکنم غیر در خیال خود
نیست رائی و مرئی غیرت — خود شدی غیر از کمال خود
باغ گشتی و باغبان و درخت — میوه خوردی خود از نهال خود
قادری بی تو منفعل می بود
گشت فارغ ز انفعال خود

۷۹

سر و کارم بیاری خود سری شد
دلم دیوانهٔ مه پیکری شد
مه نو را همی جستیم ابروش
بسوی خویش ما را رهبری شد
دل ما را بزلفی کار افتاد
مسلمانی به بند کافری شد
مرا از جام وحدت مست بنمود
کشایشهای عشق از ساغری شد

نشان قادری دیگر نیابی
که او خود رفت و عین دلبری شد

۸۰

ای عزیزان بچه فکرید نگاری گیرید
بهتر از جمله همین است که کاری گیرید
گر شمارا نه بود قدرت وصل دلبر
پای یک خسته دل شیشه فگاری گیرید
تا نماید رخ آن یار ز خورشید عیان
بیقراری برود زود قراری گیرید
چند روبه صفتان خوردهٔ شیران بخورند
همتی کرده شما نیز شکاری گیرید
کی در آید بحساب، عمر که بیّ یار برفت
قادری وار حسابی و شماری گیرید

۸۱

با خویش بگو چه راز می کرد
عاشق چو خود است[۱] چه ناز می کرد
خود مقصد و قبلهٔ دو عالم
چون قصد سوی حجاز می کرد

---

۱ - است کی ت وزن سے گرتی ہے شاعر نے یہاں عروض کو ملحوظ نہیں رکھا۔

خود ساز نواز و جمله آواز
در ساز بگو چه ساز می کرد
این مشکل من بیا و حل کن
دیدم که خدا نماز می کرد
خود قادر و قادری و قدرت
این قصه چرا دراز می کرد

۸۲

عشق ما و تو آشکارا شد	جمله حیران در انچه ما را شد
هیچ کس را نه شد ز باد شهان	انچه بالله این گدا را شد
ذوق وصل نگار را دریافت	بیخود از خود شده خود آرا شد
تا که آواز او بگوش رسد	همه تن گوش او صدا را شد
دل من بسکه پند گوش نکرد	همه گفتند سنگ خارا شد
خویش را داد یار را بستاند	شده فانی همه بقا را شد
در همه چون ترا بدیدم من	با رقیبان مرا مدارا شد
عشق ای بوالهوس نه کار همه است	عاشقی خاص مصطفی ص را شد

چون بدارای خویش دل بسپرد
قادری نیز عین دارا شد

۸۳

چه عبادت مرا بگو شاید	که عبادت ز لطف من زاید
من بخندم به زهد های شما	این چنین زهد کی مرا باید
لطف دایم مراست پاینده	تابکی این عبادتت باید
خود نمائی بما کنی زاهد	خودی خود خدای بنماید

کی توانی به سوی او رفتن
قادری او بسوی تو آید

۸۴

عشق او را هنر نمی خواهد	غیر او را بشر نمی خواهد
دل من چون۱ خدای خواسته‌است	هیچ چیزی دگر نمی خواهد
در دل هر که جا گرفت خدای	دیگر او درد سر نمی خواهد
هست کافی محبت آن یار	دین و دنیا و زر نمی خواهد
هنر عاشقان فدا شدن است	یار جز این هنر نمی خواهد
آنکه حلقه ۲ نشین او گشته	گشتن در بدر نمی خواهد

قادری بعد وصل آن دلدار
از دو عالم خبر نمی خواهد

---

۱ - با خدای م ک ورق ۲۵ الف ؛ ۲ - خلوت نشین م ک ورق ۲۵ الف

۸۵

لب لعلت نبات را ماند
نطقت آب حیات را ماند

زلف تو از دو جانب رخ تو
شب قدر و برات را ماند

هر که در خویشتن ترا بیند
رویت بی جهات را ماند

مثل تو در جهان کجا جویم
ذات تو عین ذات را ماند

اسم اعظم نهانست در ذاتت
بی شک آن نقش ذات را ماند

چون کنم سجده سوی ابرویت
همه گویند صلوٰت را ماند

تا تو جا کرده ای درون دلم
دل من سومنات را ماند

تا ز۱ هر سو نموده ای تو رخ
دل من شاه مات را ماند

قادری بی صفت چو گشتی تو
صفتت آن صفات را ماند

۸٦

فوارهٔ عشق چون بجوشید
موجش رخ آب را به پوشید

هر قطره جدا بدید خود را
از هستئی خویش خود خروشید

آن قطره که شد حباب دیده
فهمید که چیستم ، خموشید

چون قطره بآب باز پیوست
دیدیم که بحر را بنوشید

---

۱ - نور هر سو نموده ای تا رخ م ک ورق ۲۵ ب

ہر قطره که بود بحر گردید
چون قادری باصل کوشید

۸۷

آن چنان فرد نمودی رخ خود را بشهود
که مرا غیر تو اندر دو جهان هیچ نبود
باوجودیکه بجستیم ندیدیم کسی
چونکه موجود نه شد غیر وجود تو وجود
دل بتو دادم و این نیست بسی کار کلان
کی بجز تو دگری لایق دل دادن بود
تا ندادم بتو دل عمر به بیهوده گذشت
چون بتو مایه سپردیم نمودیم همه سود
یکدم از دل بسپار و نه نیوش از مرگ
قادری دیر نباشد که بود زود بزود

۸۸

خرم از وصل یار باید مرد — رو بروی نگار باید مرد
مشکلی نیست هیچ جان دادن — در رهش استوار باید مرد
گر ز وحدت هزار فتنه شود — سر ترا پائدار باید مرد

در ره عشق عاشقانش را بر سر چوب دار باید مرد

گر ندانی چو قادری توحید

آخرت شرمسار باید مرد

۸۹

وصال و معرفتش کی بغم مرا دارد

بقای دوست کجا در عدم مرا دارد

میان تخم چو گل پرورش همی یابم

چو سبزه تازه و تر دم بدم مرا دارد

بقید مانده ام من به حضرت اطلاق

هنوز مادر من در شکم مرا دارد

چو۱ (- - - -) حقیقی وجود مطلق اوست

میان علم ازل چون صنم مرا دارد

جدا نکرده مرا لحظهٔ زخود آن یار

همیشه شاد و خوش و بی الم مرا دارد

ز نیکی و بدئی هر دو کون برهانده

خلاص ساخته از مدح و ذم مرا دارد

---

۱ - م ک ورق ۲۶ الف

چو نیست محرم اطلاق قادری جز قید
برون بکرده مقیم حرم مرا دارد

۹۰

ز وصف و مدح کسی عشق مه نمیگردد
ز ذم و قدح کسی نیز که نمی گردد
بهر لباس که خواهی مرا تو رو بنما
بصورت تو کسی مشتبه نمی گردد
جراحت دل من چند گه به شده بود
چه شد که زخم شده باز به نمی گردد
کسی که مطلب خود را بشهر خود یابد
بجستجوی دگر ده بده نمی گردد
هزار بیت و غزل گفت قادری در عشق
ولی چه سود کسی منتبه نمی گردد

۹۱

ای دیدن جمال تو ام کو بکو کشد
حسنت مرا مدام درین جستجو کشد

گه روی می نمائی و گاهی نهان کنی

با عاشقی ما و تو در گفتگو کشد

بی پرده است آن رخ زیبا بچشم من

صد پردهٔ حجاب اگر پیش رو کشد

دل بستگی بزلف تو مارا نصیب شد

ز ان عشق تو بسوی خودم موبمو کشد

دل های خلق یار بسوی دگر کشید

ای قادری ز لطف ترا روبرو کشد

۹۲

آنانکه روی خویش بدیوار کرده اند

در روبروی یار چه بد کار کرده اند

لا تجهر از خدای شنیدند با و جود

چندان کنند شور که بیزار کرده اند

قومی که بسته اند ز روز الست عهد

مخفی نشسته اند نه اظهار کرده اند

چون عشق پیش حضرت معشوق ظاهراست

خاموش مانده اند نه گفتار کرده اند

چون کفر و عشق نیست زهم هیچگه جدا
ناچار ختم کار به زنار کرده اند

زاهد بدست طعن خراباتیان ما
زین کار گشته دور که انکار کرده اند

ای قادری چه سود نصیحت به این خران
چون دل خراب داشته بیمار کرده اند

۹۳

اندرین راه درد می باید
بهر این کار مرد می باید

عشق از اهل فضل کی آید
خسته و کوچه گرد می باید

زهد و طاعت پسند می نکنند
از همه چیز فرد می باید

کی بیابد کسی بکویش راه
سالکی ره نورد می باید

قادری چون گذاشتن شرط است
عاشقی رنگ زرد می باید

۹۴

بهشت آنجا که ملای نباشد
ز ملا بحث و غوغای نه باشد

جهان خالی شود از شور ملا
ز فتواهاش پروای نه باشد

خدا خواهی ز دعوی بگذرای یار	ترا باید که دعوای نه باشد
دران شهری که ملا خانه دارد	درانجا هیچ دانای نه باشد
مبین ای قادری تو روی ملا
مرو آنجا که شیدای نه باشد

۹۵

درد را آنکه آشنا گردید	هر بلای بجان دوا گردید
گشت فانی وجود وهمئی ما	هستی بی بقا بقا گردید
من جدا از خدا ندیدم هیچ	خودیٔ بود آن خدا گردید
کی رسد هر کسی بدولت وصل	این سعادت نصیب ما گردید
ظلمت هجر خویش دور نمود
قادری سر بسر ضیا گردید

۹۶

می پرستم بت وجود خود	دیده ام اندرین چو سود خود
نغمهٔ عشق سرکشید از من	یافتم لذت سرود خود
حفظ کردم صلوٰة را بدوام	قائمم دایم از سجود خود
هست جنگی مرا باین زهاد	کرده ام صلح با حسود خود

قادری فارغ است از مردن
هست دل خوش به هست و بود خود

۹۷

جامی بده که مارا از خویشتن رهاند
دستی بزن که جان را در رقص او جهاند
سازی نواز مطرب آواز هو بر آور
بیخود بساز مارا تا بیخودم نشاند
وجدی رسد ز وحدت مست الست گردم
تا چند عاشقان را از کو بکو دواند
گردست خود بداری از هر چه پیشت آید
با وصل خویش آخر او خود ترا رساند
از عشق جذبه ای خواه ای قادری که آخر
هستیٔ تو بر آرد هستی او نماند

۹۸

خدا پنجاب را معمور دارد   به خاک اولیا منظور دارد
بود آباد دایم شهر لاهور   وبا و قحط ازینجا دور دارد
بود فخرش بخاک حضرت میر   که درخودهمچو اومستور دارد

همیشه اولیا خیزد از این ملک   خدا این قوم را منصور[1] دارد
خطاب او چو حق کرده لهاوور[2]   مدام این شهر را پر نور دارد
همیشه سبز و خرم باد سیراب   بخوبی در جهان مشهور دارد
به لطف خویش قادر قادری را
همیشه خوش دل و مسرور دارد

۹۹

جامهٔ بد اگر نکو پوشید   عیب جامه مکن که او پوشید
زان نه بینی تو حسن او همه جا   که ز چشم تو یار رو پوشید
گه در گل عیان است رنگ و بو   گه همرنگ و گه بو پوشید
نیست بدخو نگار زیبایت   هم ز بد خوئی تو خو پوشید
قادری هر کجا بجست و بیافت
خرقهٔ جست و جو چو او پوشید

۱۰۰

سلسلهٔ زلف یار سلسله ما بود
طالب آن روی را خو شتر ازین جا بود
هر که دل خویش را بست باین سلسله
هر دم و هر ساعتش کار به بالا بود

---

۱ - منظور م ک ورق ۲۸ ب ؛ ۲ - لهانور م ک ورق ۲۸ ب

دست بدست آمده سلسلهٔ پیر ما

تا به قیامت همین سلسلهٔ ما بود

مظهر او شاه من بهتر اهل زمان

ذات عزیزش یقین ذات معلی بود

دست درین سلسله هر که زند قلب او

نرم شود همچو موم گرچه او خارا بود

سلسلهٔ قادری است آنکه بحکم خدا

بر همه قادر بود تا همه دنیا بود

سلطنت سهل است خودرا آشنای فقر کن

قطره تا دریا تو اند شدٌ چرا گوهر شود [۱]

ردیف ذال

۱۰۱

هر کرا وصل یار نیست لذیذ　　دردلش اصل کار نیست لذیذ

غیر یکذات نیست در دو جهان　　بالله اغیار خوار نیست لذیذ

لذت هیچ چیز هیچ نیافت　　آنکه اورا نگار نیست لذیذ

عین لطف است گر کشد بردار　　لطف آن دوستدار نیست لذیذ

---

۱ - مخزن الغرائب ص ۶۸۲ م ک ورق ۲۹ الف .

روز عشاق حال دار مپرس   پیش دیدار دار نیست لذیذ
کار ما خدمت است میدانی   لیکن اندر شمار نیست لذیذ
فقر او فخر قادری باشد
فقر در اعتبار نیست لذیذ

ردیف ر

۱۰۲

مسافر هر قدر باشد سبکبار   نیابد در سفر تصدیع و آزار
تو هم اندر جهان هستی مسافر   یقین میدان اگر هستی تو هشیار
بقدر مال باشد سرگرانی   بقدر پیچ باشد بار دستار
تو چون عیسی مکن برتکیه تکیه   که جای تکیه هم دستت کندکار
به بین موسی چوتکیه برعصا کرد   عصا را کرد حق در دست او مار
چرا آزاد گیرد بار بر دوش   گرانی چون کند برکتف زنار
خودی را نیز از خود دور گردان   که هم بار است بار وهم و پندار
هزاران خار گیرد دامن او   کسی کز بهر گل باشد بگلزار
تو تا باشی بدنیا باش آزاد
ترا چون قادری کرده خبردار

۱۰۳

ای صبا یار مرا رو ده خبر | شکر گو شد مدت هجران بسر
بی تو قالب بود بی جان جان من | از امید وصل باز آمد به بر
انتظارم می بکش اکنون که من | گر کسی آمد بپا آیم بسر
بیقرارم همچو ماهی ساخت دوست | مژده وصلت ز وصلت بیشتر
زنده مانم آن زمان آیا که پی | گر فتد کویت چه کعبه در نظر
گرترا بینم ز شوق و وجد و ذوق | نیست شک جانم یقین کاید بدر
وصل تو اصل مراد جان ماست | لیک مشکل این تمنا از بشر
در دوعالم من نخواهم جز تو هیچ | چون قل الله گفت حق مائیم در

قادری روی جهان آرا چو دید
میکند بر وی فدا جان جای زر

۱۰۴

چشم برهم نمی نهم که نگار | شده بیرون ز حجره در بازار
چشم بر گل نمی کشایم زانکه | که گل از گل شگفته اندر خار
ترک زنار کرده ام زانرو ۱ | تار وحدت نبود در زنار
آن کی از یکی بود برتر | کاین یکی گشته این قدر بسیار

---

۱ - نزا ذرو م ک ورق ۳۰ الف

صفت و ذات را خدا مندیش	اعتبارات وهم را بر دار
خیر محض است مذهب عارف	غیر حق نیست فاعل مختار
نه سحابی نه مغربی گفتند
قادری گفت این قدر اسرار

۱۰۵

دل شده فارغ از همه تدبیر	میشود انچه هست در تقدیر
خطره اندر دلم نمی آید	خطره ها دور کرده میان میر
طعن کردی تو بر ارادت من	من ز طعنه کجا شوم دل گیر
من چگونه مرید کس نه شوم	از ارادت مرا سرشت خمیر
من مریدم به حضرت میران	هست دشنام پیش من بی پیر
کی ارادت کنی تو با پیری	نگذارد ترا چو نفس شریر
مردم شهرما چو بی پیرند
قادری ماند خاش از تقریر

۱۰۶

چون نباشد آسمان با چشم تر	چون سفر فرمود شیخ بحر و بر
شیخ هفت اقلیم طاوس حرم	پیشوای اولیای معتبر

فقر او شاگرد فقر احمدی | بود کمتر پیش او از خاک زر
آن محمد گر نمی آمد برون | اهل شرق و غرب را کردی بدر
مثل او زایر نباشد کعبه را | همچنان زایر نه بوده پیشتر
روز و شب میگشت بر گرد حرم | کانچنان گردش نیاید از بشر
تا مگر بار دگر گردد بگرد | کعبه اندر راه دارد در نظر
من نگویم مرد آن ذات لطیف | سوی اصل خویش راجع گشت گر
اولیاء را مرگ می باشد حرام | لایموتون است چون اندر خبر
در هزار و پنج و دو چون رفت او | روز سه شنبه ده و پنج از صفر

قادری گریان بماند از هجر او
کرد از داری بداری چون سفر

۱۰۷

چون نباشیم ما بحال زار | که جدا مانده ایم از دلدار
بدتر اندر جهان ازین چه بود | هجر با یار و وصل با اغیار
حال بلبل ازین قیاس کنید | که نه بیند گل و به بیند خار
صحبت ناموافقت چون مرگ | ما ازین صحبتیم بس بیزار

قادری ما ز قصهٔ هجران
اندکی گفته ایم از بسیار

۱۰۸

کافر عشق تو منم ای یار — هر رگم در بدن بود زنار
کافران ترا چو دیدم من — از مسلمانئي خودم بی زار
جز یکی خود مبین تو در دو جهان — چون یکی را شناختی بسیار
چون تو اندر میان مستانی — خویش را من نخواستم هشیار
چون خبردار هستی از ته دل — بستن اب به است از گفتار
کفر اندر طریق ما این است — که کند عشق خویش را اظهار

قادری عشق یار و ترسیدن
هست معراج عاشقان بردار

۱۰۹

ای که هستی بخواب شو بیدار — وهم اغیار را ز دل بردار
در جهان هیچ چیز بد نه بود — بد اگر هست هست این پندار
مستی و هستی تو غافل کرد — دور کن مستی و بشو هشیار
خواب غفلت بزرگ دشمن تست — آب وحدت بپاش و شو بیدار
متوجه مشو بغیر خدای — رشته ای هست سبحه و زنار
آنچه در همت تو بسیار است — اندکی مانده است از بسیار

قادری شکر کن که وهمت رفت
از سرت زدوده گشت خمار.

۱۱۰

ستایش نیک و بد کرده برابر همه مشتاق آن خورشید انور
دل وجان گرچه سازد کس خدایش بود زان بی نیاز ان یار دلبر
که عاشق می تواند گفت خودرا به پیش حضرت معشوق خود سر
برای جام عشقشق جمله عالم همه شوریده احوال و مکدر
وفای تو تمنای خلایق جفایش از وفایش نیز خوشتر
همه خوبان حسن مطلق او
بسان قادری غواص گوهر

۱۱۱

هر گام نهم ز فضل بر تر دانم که (- - - -) جای خوشتر
گردید مرا بهشت دوزخ چون هست مرا بهشت اکبر
از مرگ چو زندگی بیابم پس مرگ ز زندگی است بهتر
عمری بگذشت در تگ و پو آن عمر تمام گشت ابتر
در خانهٔ خویش کردم آرام هرگز نه روم دگر بهردر
بگزر ز خیال ما تو زاهد ما و تو نه ایم هر دو همسر
آنکس که نهان تر از همه بود
صد شکر به قادری شد اظهر

۱۱۲

دل و جانم فدای میان میر دیدن حق لقای میان میر
عارفان جهان همه کردند در طریق اقتدای میان میر

در ره فقر اولیای زمان / شرمسار غنای میان میر
دیگران در رضای حق باشند / حق بود در رضای میان میر
غم هر دو جهان شد از دل او / هر که شد در سرای میان میر
بهترین بلاد هندوستان / شهر لاهور جای میان میر
با شکوه سکندر و دارا
قادری خاکپای میان میر

۱۱۳

چون نیست میان خانه ات کار / هر راه برو بسیر گلزار
در خانه اگر متاع داری / از بهر چه می روی به بازار
مومن شده‌ای بساز ایمان / کافر شده‌ای به بند زنار
هر چیز که دل بدو گراید / از بهر خود آن بتی تو پندار
کاری تو مکن ز خویش پیدا / یاری بخر و گریز زاغیار
در را تو بروی خلق بربند / ورنه دل خود نشان [بران۱] بار
وانگه گذار خانه با او / او را ز متاع خویش بسپار
او داند و کاروبار خانه / از صاحب خانه اوست هوشیار
وانگه چو قادری بکن عشق
از غفلت و خواب گشته بیدار

۱ - دراصل ؛ تو ان (اداره)

۱۱۴

عشق با مصلحت ندارد کار مصلحت را به زاهدان بگذار
هرچه آید ترا ز حق می بین واردات از خدای می پندار
بهتر از سبحه و مصلای دان گر بپوشاند او ترا زنار
این مسایل که گفت بس مشکل
قادری هست در اشعار

۱۱۵

در ذات دوی ندید هشیار ما و تو بود برای گفتار
ما و تو چنان دو می نماید چون یک الف دوسر نمودار
اعداد میان یک عیان بین از یک بنگر که گشت بسیار
کی چشم درست یک دو بیند احول ز کجی بدید اغیار
از قادر و قادری جدای
بردار که هست [مست۱] پندار

۱۱۶

چرا رنجید آن یار وفادار که رنجیدن مر او را بوده استعار

۱ - دراصل : هست پندار (اداره)

زلیخا چون متاع جان نیاورد		تغافل کرد یوسف اندران کار
چو یوسف گر جمال خود نماید		نماند ده برو دارا نه دیار
چگونه گویمش در کنج خانه		که رفته بهر سودا او ببازار
متاع من ندارم هیچ لایق		نمیدانم که خواهد شد خریدار
مرا بی مایگی دارد پریشان		دل من می تپد امروز بسیار
بکفر ایمان اگر امروز سنجند		مرا بهتر ز ایمان است زنار
چو رحمت برد سبقت بر غضبها		نکو کاران خجسته از گنهگار

نمانده قادری را هوش در سر
نمیدانم که خواهد ماند هشیار

۱۱۷

شکر لله که من آن یار بدیدم امروز
از در و بام پدیدار بدیدم امروز
دیدن روی میسر نشود یک ساعت
من خوشش دیدم و بسیار بدیدم امروز
غیر آن یار همه رفت ز عالم بودم
جلوهٔ گر در گل و در خار بدیدم امروز

از دلم نیست یقین زاهدی و تقوی را
رشتهٔ سبحه چو زناز بدیدم امروز

ای که گم کردی و در حجره خدامیجوئی
نیست در حجره ، ببازار بدیدم امروز

زشتی و عیب مرا دید ، بپوشید به لطف
یار غمخوار چه ستار بدیدم امروز

قادری یافته از هر دو جهان آزادی
طاعت و زهد دران یار بدیدم امروز

۱۱۸

یار را باز در و بام بدیدم امروز
در دل من همه آرام بدیدم امروز

آنکه وحشی شد و در دام کسی می ناید
با دل خویش بسی رام بدیدم امروز

می پرستی کنم و روی بمیخانه نهم
چونکه اندر کف او جام بدیدم امروز

بعد ازین این سرو میخانه و پیمانه و می
زاهد پخته بسي خام بدیدم امروز

قادری از خودی تو ترا دوری به
من درین کار سرانجام بدیدم امروز

۱۱۹

کسی به بندهٔ خود می کند عنا هرگز
کجا پسند کنی بر دلم جفا هرگز

فدای تو بکنم جان خویش و ایمان را
مرا دعای نباشد جز این دعا هرگز

ز خاک درگه تو توتیا توان کردن
برای چشم نیارد دم [صبا۱] هرگز

تو سوی من نکنی هم درست می نکنی
مرا نگاه بفضل تو پیشوا هرگز

ازان زمان که نگاهم بسوی تو افتاد
خدای کهنه ندانم دگر خدا هرگز

کسی به لطف ترا بهتر از دوا داند
کجا طبیب بجوید کجا دوا هرگز

امیدوار بود قادری که بعد از وصل
دگر ز خویش نه سازی دمی جدا هرگز

---

۱ دراصل: جہا (اداره)

۱۲۰

مرغی نه شده بدام هرگز	زهری نه چشید کام هرگز
درد دل عاشقان چه داند	ننهاد بعشق گام هرگز
ک قدر شراب ناب دانی	[ناخورده۱] یکی تو جام هرگز
با تو غم خود چسان بگویم	افتاده نه‌ای ز بام هرگز
رحمی نه کنی بقادری خاص
مطعون نشده ز عام هرگز

۱۲۱

دل صوفی صفای با شد و بس	جمله را پیشوای با شد و بس
دل صوفی خدای بنماید	همچو قبله نمای با شد و بس
صوفی از جا و از مکان پاکست	او منزه ز جای با شد و بس
دل صوفی یقین ز آب و گل است	دل صوفی خدای با شد و بس
همت صوفی از دو کون افزونست	آسمان زیر پای با شد و بس
قادری هم ز صوفیان گردید
غیر صوفی بلای باشد و بس

---

۱ - دراصل ؛ تا خواجه (اداره)

۱۲۲

ای مرا دیدن جمال تو بس ای مرا با تو گفتگوئی هوس
همنشین تا تو گشته ای با من خوش نیاید مرا مصاحب کس
هر نفس را غنیمتی دانم همنفس تا تو گشته ای به نفس
رخ تو دیده گشته ام آزاد بیتو ام بود هر دو کون قفس
قادری هستی تو قادر سوخت
آنچنانکه بسوزد آتش خس

۱۲۳

مرا لطف کن از ثوابم مپرس
زخود گر بخود هم جوابم مپرس
بدنیا نیاموختم من حساب،
به محشر خدایا حسابم مپرس
چو من می بعشق [تو۱] خوردم مدام
ز کیفیت آن شرابم مپرس
مرا بی تو عمری بزاری گذشت
چه پرسی ز حال خرابم مپرس
ز دین و ز دنیا، ندارم خبر

۱ - دراصل؛ بعشق خوردم (اداره)

ز تجرید بس از سرابم مپرس
به پرسیدن ار میل داری یقین
برای خدا از نقابم مپرس
بخند و بکن لطف با قادری
کرم کن ولی با عتابم مپرس

۱۲۴

همه دیدیم ماسوای خویش — کس ندیدیم ماسوای خویش
ماسوا هم سوای ما نه بود — جمله دیدیم در بقای خویش
ترس وهم از سوال سایل رفت — کس نترسد ز دست و پای خویش
دور کردیم هجر و دوری را — وصل آمد به مدعای خویش
قادری از خودی خدائی یافت
گشت پنهان چو در خدای خویش

۱۲۵

گر در آید بحر بخشایش بجوش — منفذ هر [صوت۱] را سازند گوش
زان رسد آواز زنبوران ترا — در تواجد آ و می رقص و خروش
در تو خود پر هست آواز قدیم — می نفهمی لیک تو از ترک هوش

---

۱ - دراصل ؛ سوت (اداره)

هوش خود را سوی گوش خویش دار جامهٔ وهم و دوئی در بر مپوش

تا بدانی خویش را هم عین او

بعد ازان چون قادری باشی خموش

۱۲۶

در همه منکران توئی اوباش ای تو آگاه سر بودی کاش

نقشها جمله از خدائی بین دیدن هیچ نقش از نقاش

جان عشاق چند بخراشی غیر بینی ز جان خویش تراش

منکر جام می نباید بود منکر ما اگر تو باشی باش

گشت چون جام قادری لبریز

از صراحی شنیده چونکه نداش

۱۲۷

یار می جستم از برای خویش تا رسم من به مدعای خویش

شهر و بازار و کوچه گردیدم یافتم یار در سرای خویش

سر کشیدم درون جان من وهم بنمود ما سوای خویش

گفت ما را توعین خود می بین که خودی تو همین خدای خویش

چونکه ای قادری تو آئینه
بینم اندر رخت لقای خویش

۱۲۸

درد او را ساختم درمان خویش — از می و نغمه کنم سامان خویش
کی گزارم عشق کز روز الست — بسته ام با عاشقی سامان خویش
جمله را بگذار بگزین عاشقی — حق نخواهد غیر ازین زانسان خویش
بین خدا با مصطفیؐ کرد عاشقی — مصطفیؐ را ساخته جانان خویش
پیش زاهد کفر باشد عاشقی — زانکه میترسد زکسر شان خویش

قادری بی شبه داند این سه چیز
خوب و نیکو ترسی از ایمان خویش

۱۲۹

روی تو نمی شود فراموش
ذکر تو مرا پر است در گوش
هر موی تو حق نما و حق گوست
هر چند بظاهر است خاموش

در جان و دام تو گشته ای پر

از خود [بنهم۱] توئی در آغوش

چون صاحب کعبه است باری

باری بروم بدیدن روش

هر گه که بیاد من بیائی

بیهوش شوم تمام با هوش

اسرار به قادری بیاموز

دیگ دل او شده است در جوش

۱۳۰

هر که او شد ز ننگ و نام خلاص — از خلایق شد او تمام خلاص

نی ز عشاق رفت بهر دوست — گشت از بند خاص و عام خلاص

هر که بی قید هست بی قید است — گشته از قید و بند و دام خلاص

عاقبت درمیان رندان است — غیر ایشان همه بنام خلاص

هر کسی بند هست در چیزی — عاشقانند مستدام خلاص

قادری تا شده به میخانه

گشته از طعنه عوام خلاص

---

۱ - دراصل ؛ نہم (اداره)

۱۳۱

تا رسیده ز جام زیبا فیض در جهان گشته ام سراپا فیض
جرعهٔ باده را که می نوشم می رساند بدل چو دریا فیض
از خم خویش می دهم جامی عالمی گر کند تمنا فیض

هر که خواند زما بگیرد فیض
قادری را بود مهیا فیض

۱۳۲

گر به‌بندی در به خلق از اختلاط دوست خود آید به تو در انبساط
پیش او در غیر او دیدن خطاست چشم سویش دارو می کن احتیاط
کن به فرمان سگان کوی او جان و دل با آنچه داری در بساط
غیر اورا دور ساز از جان خود تا بدانی مستقیم است این صراط

قادری از غیر بینی رسته‌ای
در جهان خوش باش دایم با نشاط

۱۳۳

پند تو سخط کرد جان ، واعظ چند گوئی تو این و آن واعظ
این و آن غیر آن نمی بینم غیر آن نیست در جهان واعظ

چون به وعظ تو نیست هیچ اثر   خامشی بهتر است زان واعظ
گر اثر را به وعظ می خواهی   تو بشو دور از میان واعظ
وعظ و واعظ تمام شرک بود
قادری هست دور ازان واعظ

۱۳۴

پیر میخانه داد حکم سماع   زاهدان را دگر ز ماست وداع
ما و میخانه و سماع و وجد   به ازین دیگرم بگو چه متاع
مومن و کافرم نه کرد قبول   شد بکفر حقیقتم اجماع
آفتاب یقین چو شد طالع   ظلمت وهم را گرفت شعاع
کفر و اسلام هر دو یکسان شد
قادری را دگر نماند نزاع

۱۳۵

آنکه گشته ز جستجو فارغ   وانکه گشته زگفتگو فارغ
شده آزاد آنچه در دو سراست   بی شک و شبه موبمو فارغ
نفس او عین روح او شده است   گشته از غیر عین او فارغ
قادری تا بدید خاموشش
ماند خامش زها و هو فارغ

۱۳۶

زاهدا با وجود چندین لاف — چون نکردی به نفس خویش مصاف
حب دنیا پر است اندر دل — چند گوئی میان خلق گذاف
علم خوب و عمل چو شیطانست — فعل با قول تو تمام خلاف
گر غبار اندرین میان آمد — قلب ظاهر شوی تو بر صراف
قادری خویش را نهان دارد
همچو شمشیر درمیان غلاف

۱۳۷

خویش را بفروختم در دست عشق
کی برون آیم دگر از دست عشق
مست می هرگز نباشد در خمار
بی خمار [هست آمد۱] مست عشق
گوشه ای بنشست خرم با غمش
هر که شد اندر جهان پا بست عشق
هر که هست اندر جهان جزوهم نیست
هستی خوشتر کجا از هست عشق
سر بلندی قادری دانی که یافت
هر که شد اندر جهان وابست عشق

---

۱ - دراصل ؛ است آمد ندر

۱۳۸

آنچه در راه است بر مشتاق شاق
اشتیاق است ، اشتیاق است ، اشتیاق
روز و شب آرام دل را در ربود
گفت آرامی نباشد در فراق
عشق بالا میرود تا لا مکان
نیست آنجا حدّ جبریل و براق
جان خود را پاک ساز از غیر یار
هر دو عالم شرط باشد در طلاق
قادری را نیست در دل چونکه غیر
شد خلاص از غیر یار و از نفاق

۱۳۹

من چه می جویم اندرین آفاق
از برای که گشته ام مشتاق
غیر نقشم چو نیست در صفحه
من چه می خواهم اندرین اوراق
چون تفاوت نه کرده‌ام مطلق
که در آید به قید از اطلاق

چون یکی هست نیست غیر او
تو چه بازی همیشه جفت و طاق
کفر و دین از کجا شده پیدا
کیست مومن ! کجاست ! اهل نفاق
مشکلم را به پرس از استاد
با وجود وصال چیست فراق
لذتی یافتست اندر وصل
قادری را جدائی آمده شاق

۱۴۰

هو بدان هست اصل هر آهنگ
گرچه در پردهٔ نی است و چنگ
وصل تو [منحصر۱] به رنگ و بوست
گرچه نی بوئی هستی و نی رنگ
آن دلی کو به عشق خوی گرفت
می نسازد یقین به نام و ننگ
خوش نشینیم با وصال تو
گر چه [زاهدبود۲] ز ما دل تنگ

۱ - دراصل ؛ مختصر (اداره) ۲ - دراصل : بود زاهد (اداره)

صلح گردیم ما به نفس خویش
ز انکه با خویش بود مارا جنگ
چون کشیدیم می ز وحدت صرف
صاف شد آنچه بود در دل [زنگ۱]
شعر با قادری نمی سازد
مطلب او وسیع و قافیه تنگ

۱۴۱

صد زبان لال از بیان دل — صد جهان اندرین جهان دل
کرسی دل بلند افتاده — عرش پست است ز آسمان دل
ملک و جن و آسمان و زمین — همه بوسیده آستان دل
دل بود جان هر چه موجود است — جان جانان شده است جان دل
خبر دل چگونه نتوان داد — بی نشان نیست چون نشان دل
هر متاعی که هست در دل هست — نیست واقف کس از دکان دل
بی دلان حرف دل چه می دانند — حرف دل گوهر خوشان دل
کی دل از دست خویش میدادی — گر بدی هیچ قدر دان دل
قادرا قادری همی داند
چونکه گشت است راز دان دل

---

۱ - دراصل ؛ تنگ (اداره)

۱۴۲

من چگویم ز آستان دل — لا مکان است چون مکان دل
جان هر چیز روح آن سر است — ذات بخت است صرف جان دل
کی خورد دل غذا ز آب و طعام — هست عرفان درون خوان دل
دل بود میهمان دلبر خویش — جان جانان است میزبان دل
راز دل در درون صد پرده است — غیر جان کیست راز دان دل
صاحب‌دل هر آنچه خواست نه‌کرد — که همه عالم است زان دل

قادری خویش را بدل به فروخت
گفت اشعار از زبان دل

۱۴۳

لاوجود الکون وهم او خیال — جلوه های اوست هر سو لا یزال
نور ارض و آسمان او خود، بگفت — وهم ذاتی نور ذات بی زوال
جمله را یک شخص ما دانیم وبس — چشم[او۱] گر دیده‌انسان از کمال
ز انکه اندر جمله اعضا چو چشم — نیست شاهی آنکه بیند خط و خال
دایم اندر وصل رنگ و بوی باش — گرتوخواهی وصل ذات ذوالجلال
چون مقید گشته است مطلق همه — وصل مطلق دان تمنای محال

---

۱ - دراصل : ز او (اداره)

آنچه من گفتم بود توحید این
قادری توحید دیگر قیل و قال

۱۴۴

ای زروی تو مهر و ماه خجل   دل عالم بسوی تو مایل
روی تو بیند و نه بیند غیر   هر که اندر جهان بود عاقل
یک نگاهی بسوی روی نکو   غم کونین را برد از دل
لذت عشق تو نه هر کس یافت   ای بسا کس که مرد زین غافل
قادری یافت لذت وصلت
در همه عمر کرد این حاصل

۱۴۵

تابه حسن تو گشته ام مایل   چیز دیگر بدل نه شد حایل
عشق دعوی عقل ما را کشت   من به بی عقلی خودم قایل
هر کسی از تو چیزدیگرخواست   من ز تو جز ترا نیم سایل
میل من سوی چیز دیگر نیست   گشت از لوح دل همه زایل
هر چه جز ذکر او زبان گوید
قادری دان همه تو لا طایل

۱۴۶

زاهد اندر جهان بکام منم چون به وحشی خویش رام منم
با شکوه سکندر و دارا بندهٔ کمترین جام منم
در مناجات آن تو مشهوری در خرابات ننگ و نام منم
اندرین وقت خود تو نیکوئی اندران وقت دوست کام منم
تو نه پرسی بسی ز بدنامی فارغ از طعن خاص و عام منم
ای تو در بند ریش و دستاری جسته از بند های دام منم
تا جهان است باد میخانه که دعا گوی صبح و شام منم
در خرابات هر که شد داخل از پئی خدمتش غلام منم

قادری زاهدان همه [خام[1]] اند
در ره عشق او تمام منم

۱۴۷

ای شهنشه خدات می بینم برترت از جهات می بینم
آفریننده ام توئی بالله دیدنت را نجات می بینم
گر مرا می دهی تو د شنا می همچو حب نبات می بینم
عاشقی را ثبات می نبود من به عشقت ثبات می بینم
گرچه اندر لباس فقری تو از دو عالم غنات می بینم

---

۱ - دراصل ؛ خاص (اداره)

زان شبی بر نگار خود دیدم   هر شبی را برات می بینم
تا مرا رفت از نظر اغیار   یار در سومنات می بینم
قادری را بدل نیاید غیر
دل و جان در ثبات می بینم

۱۴۸

ای درون کفر وز برون اسلام
ای برون خاص وز درون چون عام
تا بکی خلق را فریب دهی
تا تمام است گشته است تمام
از نفاق و ریا بکن پرهیز
با منافق خدا چه گفت پیام
نیست بالله شرط دینداری
صبح تا شب نماز بر لب جام
قادری فعل اولیاء هنر است
کس نه شد شبلی و جنید بنام

۱۴۹

ما خود از بندگی خدا شده ایم
گشته فانی همه بقا شده ایم

تا وصال تو گشته است نصیب
از خدائی تو خدا شده ایم
در ره تو نرفته هیچ قدم
گشته حیران که ما کجا شده ایم
هر چه بودیم ما همان هستیم
از چه گوئیم ما فنا شده ایم
غیر خود را که تا بکی بینیم
بهر روی که در بقا شده ایم
هیچ از ما نرفت رفت ازو
هر که گوئیم ما فنا شده ایم
قادری خوب یافتی خود را
ماسوا رفت ماسوا شده ایم

۱۵۰

من عشق ز جمله بر گزیدم ‌‌ جز عشق ندیدم و شنیدم
سر در سر راه باز کردم ‌‌ چوی گوی بکوی او دویدم
تا آنکه شگفته شد گل [و۱] گل ‌‌ چون بلبل زار می تپیدم
دروازه نشین خبر ندارد ‌‌ کز راه دگر باو رسیدم
بر مانده ز جام باده ساقی ‌‌ از لعل لبش چو می چشیدم

۱ - دراصل ؛ گل گل (اداره)

اکنون ز درون برون نیایم از دام دوئی برون جهیدم

با دوست شدم چو قادری رام

وحشی شده از همه رمیدم

۱۵۱

زاهدی همچو چوب خشک و خام

در پس پرده هر که گیرد نام

هر که پایان بی مراقبه کرد

از برای عوام باشد دام

بسکه خلق عظیم حاصل کرد

کفر دانسته او جواب سلام

روز و شب وعظ او همین باشد

که خدا را بود عذاب دوام

حذف کرده است آیت رحمت

همچو او کس ندیده شوم کلام

آنچه هست او بکند براه خدا

قادری را ازانست عار تمام

۱۵۲

گرچه تنها ایم ما تنها نه ایم — جمله جانهائیم ما تنها نه ایم
عارف و معروف و عرفانیم ما — هر دو دنیا ایم در دنیا نه ایم
ظاهریم و حاضریم و ناظریم — از ظهور خویش ما پیدا نه ایم
بی جهت مائیم اندر هر جهت — جای ما هر جا و ما در جا نه ایم
هر کجا کوشیم از احوال خود — جمله ما هستیم سر افسانه ایم
ز انچه گفتیم این و آن مائیم ما — آن همه یکی است صد ما ما نه ایم

قادری خود را همه قادر به بین
آن همه یکی است ماهم مانه ایم

۱۵۳

بی گوش کلام او شنیدم — بی چشم جمال او بدیدم
بی کام و زبان سخن بگفتم — بی گام زدن به او رسیدم
چون پردهٔ وهم شد دریده — از هستی خویش دل بریدم
بی دست و بغل بغل گرفتم — بی لب لب یار را مکیدم

بی باده شدیم قادری مست
چون جام بقا فرو کشیدم

۱۵۴

که میداند که ما اندر چه کاریم — که میداند که ما دا دار داریم
همه دانند افتاده ز جنبش — که میداند که عین آن نگاریم
جهود و گبرو ترسا جمله خوانند — که میداند که ما هم دوستداریم
همه رانند از محراب و کعبه — که میداند که ما هم یار غاریم
چه شد ای قادری کافر شمر دند
بحمد الله که ما هم درشما ریم

۱۵۵

در یاد تو ایم هر کجائیم — لطفی بنما که بی نوائیم
بیگانه چرا شدی تو ازما — ما با تو قدیم آشنائیم
آواز تو تا بگوش آمد — ما گوش نهاده بر صدائیم
یک لحظه مپوش روی از ما — بی دید رخ تو در جفائیم
تا خاک درت بسر نهادیم — بر خلق و زمانه مقتدائیم
تا فقر ره تو روی داده — بالله ز غیر در غنائیم
چون بادشهی گدای آمد — هم بادشهیم و هم گدائیم
از بندگی تو فخر داریم — هر چند که صاحب و خدائیم

ای صاحب قادری کرم کن
گر نیک و بدیم از شمائیم

۱۵۶

بی نگاه رخ تو افسردم — گر نبودی وصال می مردم
تو ز من خویش را نهان کردی — آخر اندر بی تو بی بردم
همچو سایه پیت همیشه دوان — سر خود زیر پای بسپردم
من نبودم تمام بودی تو — بتو هستی خویش بسپردم
مدت بست و پنج سال دگر — غم مهجوری تو می خوردم
تا نگاهم فتاد بر رخ تو — لذت عمر خویش بشمردم

قادری صرف یافت وحدت را
صاف نوشم، نه می خور و مستم

۱۵۷

بوده ام چند گه مومن نام — بی خبر از حقیقت اسلام
ظاهرم همچو ظاهر خاصان — باطنم بدتر از درون عوام
چند گاهی برید هم بگذشت — رفت ایام زهد جنگ وخام
بعد ازان شغل، [بود۱] شغل کرم — لیک زان هم بدل نشد آرام
مدتی [زان۲] خدا طلب بودم — خود طلب گشته ام درین ایام

---

۱ - دراصل ؛ بعد ازان شغل شغل کرم بود (اداره) ۲ - دراصل ؛ ز امن (اداره)

خود طلب تا شدم خدا دیدم　　دل من شد مدام اندر کام
جامی از عشق خویش نوشیدم　　جمله هارا بما نمود آن جام
عقل و هوش از سرم همه پرید　　مست ماندم به عشق خویش مدام
قادری یافت خویش را قادر
دید خود را و گفت علیک سلام

۱۵۸

ما که در میدان وحدت تاختیم　　غیر را بنیاد دور انداختیم
مشکلی در عشق مارا رو نداد　　چیست اصل کار ما نشناختیم
کی سکندر عالم دل فتح کرد　　ملک دل را ما مسخر ساختیم
بین چه فتحی ای برادر شد نصیب　　یار را بردیم و خود را باختیم
قادری تو شکر این نعمت بکن
چون ترا در عاشقان بنواختیم

۱۵۹

خداوندا مرا از کفر و اسلام　　رهائی داده با خود بخش آرام
مرا گم ساز اندر هستی خویش　　جدا گردان هم از خاص و هم از عام
بهر جای که آنجا جا نه باشد　　نه دروی صبح گنجد نی درو شام

بد و نیک جهان یک رنگ گردد　　بود یکسان مرا تحسین و دشنام

کشد سر قادری از جیب قادر

خلاصی یافته از بند و از دام

۱۶۰

چون بحال خویش ما پرداختیم　　یار را بردیم خود را باختیم

وهم فانی گشت ما باقی شدیم　　هستی خود را چو دور انداختیم

تو نکردی هیچگه بیگانگی　　خویش را بیگانه ما می ساختیم

تا ترا جستیم خود را یافتیم　　نیک باالله ایم چون بگداختیم

قدرتی بنمود قادر در جهان

قادری را گفت ما بنواختیم

۱۶۱

درس اول چو ما الف خواندیم　　اندران قامت الف ماندیم

عشق مایان نرفت دیگر پیش　　مرکب خود سوی دگر راندیم

۱۶۲

هر چه جز دوست رو برو آمد　　روی خود را ز جمله گرداندیم

کنج میخانه رفته بنشینم　　می ز ساقی خویش بستاندیم

از دو جامی که می زیاده خوریم　　خویش را از دو کون برهاندیم
کنده بنیاد غیر از دل خود　　گل وحدت بجاش بنشاندیم
هر قدر وعظ گفت زاهد خشک　　همچو گردی ز دامن افشا ندیم
شکر کز مدح و ذم بگذشتیم　　نیک و بد هر چه بود گویا ندیم

چابک ذوق بر زده ز جهان
قادری رخش عشق بجهاندیم

۱۶۳

خود بزرگم بزرگ زاده نیم　　دل بدنیای دون نهاده نیم
مستی من بود ز روز الست　　مست و بیخود ز جام باده نیم
همه دادند نقد دل از دست　　لیک من دل ز دست داده نیم

مکر دنیای دون نکو دانم
قادری مثل خلق ساده نیم

۱۶۴

جز حق کسی نه بینم من هم خدای دارم
نبود دل حزینم من هم خدای دارم
من در سبب نه بینم . بگذاشته مسبب
مستک چرا گزینم من هم خدای دارم

رزق مرا مقید در دست کس نه کرده

غمگین چرا نشینم من هم خدای دارم

از غیر حق نه ترسم بی شک اگر نه زاهد

بندد کمر بکینم من هم خدای دارم

کفر و گناه ما را از تو کسی نترسد

شد گه این چنینم من هم خدای دارم

در هیچ دین و آئین کس بی خدای نبود

گر بت پرست چینم من هم خدای دارم

محتاج کس نکرده صد شکر قادری را

کرده است همنشینم من هم خدای دارم

۱٦۵

با دلا رام خویش رامم شاد مانم اگرچه بدنامم

لذت عشق او بکام رسید غیر او زهر گشت درکامم

کی برنجم ز طعن منکر خویش گر برنجم بدانکه من خامم

عاشق هر دو زلف خوب تو ام نیست کاری بکفر و اسلامم

ذوق وصل تو قادری دریافت

شکر لله که گشت آرامم

١٦٦

ز وصل دلبر خود غم ندارم خبر از عالم و آدم ندارم
می عشقش کجا در خام گنجد ازان پروای جام جم ندارم
همیشه شاد مانم از وصالش جهان فانی شود ماتم ندارم
ترا چون یافتم دیگرچه خواهم ز لطفت هیچ چیزی کم ندارم
همه عالم به من محتاج کردی دل و دستی کم از حاتم ندارم
چو ابر رحمتت بر خلق بارم کمی فیض چون شبنم ندارم
ز فضلت قادری گردید ذوالنون
نظر بر سهل و بر ادهم ندارم

١٦٧

خویشتن را جدا نمی دانم لیک خود را خدا نمی دانم
قطره را نسبتی که با بحر است بیشتر زین روا نمی دانم
ما سوایش همه چو معدوم است خویش را ما سوا نمی دانم
ماجرای که هست برسر من که ترا و مرا نمی دانم
قادری را مپرس چون و چرا
من بچون و چرا نمی دانم

۱۶۸

حضرت میران خداوند جهان   غوث جن و انس شاه عارفان
محی الدین شیخ عبدالقادر است   آنکه اورا عرش باشد آستان
سید السادات فخر اولیا   شیر دین شهباز اوج لامکان
قایل قول قدم معشوق رب   از تواضع کرده خم سر سروران
رهنمائی شاهراه احمدی   دستگیر جملهٔ در ماندگان
هر کجا پا می نهادی بر زمین   فخر کردی آن زمین بر آسمان
کی تو انم گفت من خود را مرید
قادری باشد سگ این آستان

۱۶۹

داد از دست حضرت انسان •   که ز نادانی است چون حیوان
دل و جان را ز دست گم کرده   گشته کافر ز غلطت ایمان
پای تاسر تمام نفس شده   باوجودی که نیست عین جان
کمّ ذرات را همه داند   نام خود را نهاده هیچ مدان
هیچ پوشیده نیست از چشمش   هر نهانی برو شده است عیان
صد هزاران چنان درون دلش   از جنون آرزو کند به چنان
قادری تا که خویش را بشناخت
نشناسد کسی دگر بجهان

۱۷۰

من ترا جویان و تو همراه من — عقل گشته رهبر گمراه من
عقل را جز وهم ابود رهنمای — زان مرا بگذاشته در چاه من
عقل و دانش کرده با من دشمنی — جذبهٔ عشق است دولت خواه من
هستی موهوم را فانی کند — جا کند بر تخت خود آن شاه من
قادری تو عشق را رهبر بکن
تا نماید مر ترا آن ماه من

۱۷۱

زالدم که شدم میان مستان — بیزار شدم ز حق پرستان
گفتند مرا به خود پرستی — بالله تمام خود گمستان
داد و ستدی که هست این هست — خود را تو به خود بده و بستان
تا گرم شدم به حرف وحدت — خاموش به شد هزار دستان
صد شکر که قادری گذشتم
در حال ازین بلند و پستان

۱۷۲

قطب دنیا و دین بهاء الدین — نقشبند یقین بهاء الدین
وانکه در پیش او به عجز نهند — پادشاهان جبین بهاءالدین

آنکه در حکم او همی باشد آسمان و زمین بهاءالدین

بست نقش محبت حق را هست بالله چنین بهاء الدین

قادری هر که دامنش بگرفت

داد خلد برین بهاء الدین

۱۷۳

کس ندیدم عاشق خود من ازان

عاشق خود خود شدم ای دوستان

خوبی و حسن و کمال ذات من

خود شناسم کس نداند در جهان

عاشقی را جمله می دانیم عیب

غیر عشق خویشتن ای جاهلان

عشق بازی خوشتراست اما بخود

هست بازی گر کنی با دیگران

هست اندر عشق خود وصل مدام

هجر لازم هست در عشق بتان

ما و ما بی غل و غش دایم بوصل

بی رقیب و بی کسی اندر میان

قادری با خود مصاحب گشته است
زان شده یک پیر و یکدل یکزبان

۱۷۴

دل ربای خدای آگاهان　سرور عارفان و بی جاهان
وارث مسند رسول خدا　هادی٭ رهنمای گمراهان
عیسی زنده ساز مرده دلان　مرهم ریش جان جان کاهان
آن محمد شه رسولان بود　این محمد بود شه شاهان
قادری دست زد بدامن شاه
نیست در سلک دست کوتاهان

۱۷۵

چون جمال جان جانان شد عیان
باز ماند از خواب چشم عاشقان
محو گشتند اندران حسن قدیم
نه از ایشان نام ماند و نی نشان
چون شدند اندر جمال یار گم
بی جمالی گشت پیدا در جهان
دید عاشق خویش را معشوق و عشق
گفت او انی اناالله را ازان

سر این را چون نمی فهمد کسی

میشود این جاهلی از منکران

پردگی۱ در پیش چشمش میکند

میکشد او را میان عاقلان

قادری سر اناالحق را شناخت

زان میان عارفان شد رازدان

۱۷۶

گر تو آزادی چه وهمست از جهان

سرو آزاد است محفوظ از خزان

در تهی دستی ازان هم چون چنار

می شوی بی برگ و بن روزی چوآن

رو تو آزادی گزین از غیر دوست

هیچ نیکو تر ز آزادی مدان

شو خلاص از قید اغیار دوئی

چند مانی بند اندر این و آن

این و آن را دور کن چون قادری

تا وصال دوست یابی رایگان

---

۱ - پرده ها ؛ م ک ورق ۳۴ ب

۱۷۷

از وصل تو خوش دلیم ای جان   با لعل لب تو ایم خندان
با عشق تو فارغیم از غم   از وصل تو خوش دلیم و شادان
تا صبح چو رخ ترا به بیند   از طعنه خود شود پشیمان
صد جان بره تو خاک گردد   هر جا که تو بگذری خرامان
در باغ اگر به سیر آئی   شرمنده شود گل گلستان
کفر تو اگر نصیب گردد   بیزار شویم ما ز ایمان
چون لذت وصل قادری یافت
جان کرد فدای جان جانان

۱۷۸

ای تو مراد جان من وی تو ز جان مرید من
هم تو ابو یزید من هم تو ازان مرید من
گه به هجر سوزیم گه بوصل دوزیم
گه تو قفل من شوی گه شوی کلید من
گه تو دوزخ و بهشت گه تو کعبه و کنشت
گه تو هجر دائمی گه تو وصل عید من
مهر توئی و ذره من بحر توئی و قطره من
بول بانگ چون رسد پاک شود پلید من

گاه تو قادری شوی گه تو عاجزی کنی
گاه تو قتل من کنی گاه شوی شهید من

۱۷۹

گه بنده کنی و گه سلطان — گه کافر و گه کنی مسلمان
بر روی تو این [دو[1]] زلف پر پیچ — کرده همه خلق را پریشان
فی انفسکم گهی به خوانی — گاهی تو مرا بنامی انسان
گه جان چو بدن خراب سازی — گاهی همگی بدن کنی جان
گه هستی خود به ما به بخشی — گه هستی ما کنی تر و یران
گه عاشق خود کنی مرا تو — گه عاشق ما شوی چو جانان
هر چند جدا کنی نگردم .
چون قادر و قادریست یکسان

۱۸۰

ای جماد و نبات و ای حیوان — ای کمال ظهور تو انسان
روح هستی و جان هر بدنی — بدن و روح را تو هستی جان
غیرت تو وجود غیر نکرد — نیست موجود غیر در دو جهان
لا مکان زان ترا همی خوانند — چون مکان توئی ز اصل مکان
عرش و کرسی و لوح محفوظی — آسمان و زمینی و تو زمان

---

۱ - دراصل : این زلف (اداره)

اول و آخر و بطون و ظهور — غیر این چار را شده امکان

قادری تو هر آنچه خواهی کن
هست هر مشکلی ترا آسان

۱۸۱

نیست چو تکرار تجلی دران — هست مرا لذت تو هر زمان
غمزه تو و ناز تو و عشوه تو — سوز تو و شوق تو و دلستان
روز تو و سال تو و ماه تو — وصل تو و شادی تو و میهمان
طرز تو و راه تو و رسم تو — وجد تو و رقص تو از عاشقان
جلوه تو و حسن تو و لطف تو — درد تو و داغ تو و نوش جان
نقش تو و خط تو و خال تو — حال تو و قال تو و بیکران

نام تو و کام تو و دام تو
عشق خدا قادریت جاودان

۱۸۲

یک دم ازوی جدای بنشین[۱] تو — ساعتی بی خدای بنشین تو
شرک با حق نشستن است یقین — خود به خود آشنای بنشین تو
اندرین ره بپای کس نه رود — اندکی هم به پای بنشین تو

---

۱ - حسنات العارفین میں اس غزل کے ابتدائی دو شعر نقل کئے گئے ہیں اور "بنشین" کی جگہ "منشین" لکھا گیا ہے - دیکھئے ورق ۷ الف

تابکی مقتدی شوی بامام — لحظه ای مقتدای بنشین تو
سوی خود صرف کن نگاه خود — فارغ از ماسوای بنشین تو
اندر آئینه روی خود را بین — لمحه‌ای در لقای بنشین تو
گوشها سوی گوش خویش بنه — پاره‌ای در صدای بنشین تو
چونتو فانی شدی گلشن این است — که دگر در بقای بنشین تو
تا از انجا رسد ترا آواز
قادری بی جفای بنشین تو

۱۸۳

افضل از کعبه هست کوی تو — افضل الذکر گفتگوی تو
هر که روی تو دید ، دید خدا — شاه وجه الله است روی تو
بوی تو یافتیم اندر گل — بوی کردیم گل ز بوی تو
دل هر کس بسوی دیگر شد — دل ما رفت جمله سوی تو
زان نمائی خدا تو از هر سو — چشم گشت است سر موی تو
دید حق را ز هر طرف ظاهر — هر که گردید روبروی تو
جستجوی تو جستجوی اوست — طلب اوست جستجوی تو
آسمان و زمین به پیشت پست — همه از یافت تو نکوی تو
نه ز عشق تو قادری مست است
همه سر خوش ز های و هوی تو

۱۸۴

ای مقید مقید خود شو
تا بدانی که کهنه ای یا نو

خویش را کرده ای تو مطلق گم
بسوی اصل خویش باز برو

بی بهائی تو قدر خویش شناس
در جهان هیچ نیست مثل تو

مطلق او را بجوی گر خواهی
تو مقید بشو و خود را جو

حسن تو آفتاب عالم تاب
جمله هستند مر ترا پرتو

روی خود را به بین در آئینه
بهمان عکس کن تو گفت و گو

قادری نیست هیچ جز قادر
وحده لا اله الا هو

۱۸۵

همه جا او مرا ست روی برو
[نیست در،] چشم من بغیر او

''کیستی تو،، مرا بگفت آن شوخ
من بگفتم باو جواب که تو

خنده کرد و عجب خوشش آمد
گفت گفتی بسی جواب تو (؟)

خوب کردی تو این به ما گفتی
لیک در پیش دیگری تو مگو

گفتم ای بحر حسن چون جویم
گفت ماهی به شو و برآن جو

اندرین جوی باش تو دایم
از دل خویش غیر بحر [مجو۲]

همه جا قادری است رنگ من
تو مرا بین میان رنگ و بو

---

۱ - دراصل ؛ نند (اداره) ۲ - در اصل ؛ تو (اداره)

۱۸۶

خوش بود نالهٔ نوای او — به ز راحت بود جفای او
بسلامت چه کار عاشق را — چون شفا یافت از بلای او
شیخی و علم و زهد و تقوی را — کرده اند عاشقان فدای او
ما حقیقت ز دست خود ندهیم — گر شریعت رود رضای او
نتوان بود دائما دم گیر — چون زهر سو رسد صدای او
بادشاهی چه کار کس آید — به ز شاهان بود گدای او

با بهشت برین ندارد کار
قادری یافت چون لقای او

۱۸۷

جان پژ مردهٔ [را۱] تو جانان شو — درد تن دور کن تو درمان شو
من براهت فتاده ام از پا — دستگیرم شو و خرامان شو
دشمنان داده اند آزارم — زین‌سگ و عفرتان نگهبان شو
سروسامان خویش گم کردم — سر و سامان و میر سامان شو
تن و من خانه و نشیمن تست — خوش و خرم در آ و تابان شو
هیچ دانسته کن نوازشها — باعث لطف و فضل و احسان شو

قادری راست صحبت از وصلت
خانه را میهمان و سلطان شو

---

۱ - دراصل : مرا (اداره)

۱۸۸

چون[1] شمع بکن لطفی ای دلبر جانانه
هر چند که خود سوزد گرید بیٔ پروانه
هر جا که ترا بینم گلزار همه جایست
بی روی تو بنماید عالم همه ویرانه
خورشید دل افروزی البته بشو طالع
هم روشنیٔ جانی هم روشنیٔ خانه
دردانهٔ یکتائی ای دلبر یکتایم
کونین کجا آید در قیمت این دانه
من هستی خود بودم من مست همیگردم
آن دم که خورم جانان از دست تو پیمانه
یک قادری عاجز از حسن تو چون گوید
در عشق توشد حیران صد عاقل و فرزانه

۱۸۹

دلم از خودی ها پشیمان شده — نه آبادیٔ غیر ویران شده
ازان روز کان یار یکتا بدید — بد و نیک کونین یکسان شده
ز هجران آن یار بیجان بدم — ز وصلش سراسر تنم جان شده

---

۱ - در؛ م ک ورق ۳۸ ب

چو جان و بدن گم‌شده گشت،۱ یک چو قطره که در بحر عمان شده

هر آن کس که شد در ره او فقیر عنان تافت از غیر و خاقان شده

بقای ابد را عنایت کنند دلی را که بر یار قربان شده

ازان دم که دلدار را دیده ام دو عالم همه جان جانان شده

بجز لفظ انسان نمانده ز ما چو دیدیم آن نیز انسان شده

نمانده اثر هیچ از قادری

سر او را چو توحید و عرفان شده

۱۹۰

درون جان من آمد چو یار مستانه

بسوخت هستی موهوم را چو پروانه

درون خانه هر انچه بود بیرون کرد

تمام خانه تصرف نمود رندانه

خرابی دل من بود از جدائی او

چو در دلم بنشست او نماند ویرانه

ازان درون دل من نگار جای گرفت

که از قدیم نبود است جای بیگانه

---

۱ همان دیدن و گم شدن ؛ م ک ورق ۱۹۳ الف

کنون درون دلم غیر یار کی گنجد

ز عشق دوست دلم پر شده چو پیمانه

جناب حضرت توحید هر کجا که رسند

بضرب چوب برون کرد صاحب خانه

سپرد هستی خود چون بقادر مطلق

نشان نیافت کس از قادری دیوانه

۱۹۱

انچه اندر دلم عیان گشته — بر همه خلق آن نهان گشته

حال در گفتگو نمی گنجد — قیل و قال است درمیان گشته

آن کسی را که در جهان جویند — پر ازان ذات این جهان گشته

هر که در چشم خلق هست حقیر — او به نزد خدا کلان گشته

قرن ها همچو قادری باید

قادری صاحب قران گشته

۱۹۲

بحر در قطره ها نهان گشته — لیک در چشم ما عیان گشته

قطره ها را نشان ز بحر دهم — گر در آیند بی نشان گشته

قطره بحراست یا نه خوب به‌بین　　　بحر را قطره راز دان گشته
از جدائی شناخت دریا را　　　بی زبانیش راز دان گشته
قطره را در نظر حقیر مبین　　　قطرهٔ خورد بس کلان گشته
قطره چون وصل اصل را دریافت　　　هر چه بوده است باز آن گشته

قادری قطره بود دریا شد
بحر مواج درمیان گشته

۱۹۳

چرا لاتقنطوا من رحمت الله　　　فرامش ساختی والله باالله
چو رحمت راست سبقت بر غضبها　　　ز ان الله یغفر باش آگاه
ز نیکو کی بباید غیر نیکی　　　ترا ترساندە زاهد کرد گمراه
بهر یک ذرهٔ مهرش هویدا است　　　ز مهرش روشنی در مهر و در ماه

اگر چون قادری لا خوف باشی
نیاید پیش هرگز حزن و اکراه

۱۹۴

خنق .تو دل ربای خلق الله　　　روی تو رهنمای خلق الله

پیروان کی بچاه جاه افتند   چون توئی مقتدای خلق الله

از تو پیداست جمله لطف و کرم   بی شکی تو خد ای خلق الله

همه بیمار وصل حضرت تو   ای وصالت شفای خلق الله

قادری را صفای دل تو به بخش

چون تو هستی شفای خلق الله

۱۹۵

توئی بینائی هر چشم و دیده   خدا مثل تو چیزی نا فریده

تو آن شمعی که‌از نورخودافروخت   ازانی انبیا را نور دیده

توآن‌نقشی که خوش کرده‌است‌نقاش   میان نقشهای خود کشیده

تو هستی آن گل گلزار گیتی   که بر سر کرد صاحب باغ چیده

تو آن دری که آنست روز اول   میان جزو و کل ایزد گزیده

تو آن دری که از گوش شهنشاه   ز رحمت اندر این عالم چکیده

تو آن شاهی که هر بگزیدهٔ حق   باوّل منزلت آخر رسیده

شنید آواز حق موسیٰ ، تو دیدی   شنیده کی بود مانند دیده

ز عشقت شد زبان قادری تیز

چه داند ورنه اشعاری کشیده

۱۹۶

گنج خفی ز پرده باظهار آمده
در کوچه و محله و بازار آمده

چون دیگری ندید خریدار حسن خویش
خود را برای خویش خریدار آمده

معشوق هست گاه و گهی عشق و عاشق است
اطلاق او بقید گرفتار آمده

هر لحظه روی خویش نماید به صورتی
فارغ ز جلوه های بتکرار آمده

در وحدتش چه شبه کسی را که دانش است
زاهد ز نقش خویش بانکار آمده

مکشوف گشت سرانا الحق برآنکسی
کو در جهان خلاص ز پندار آمده

مست است هر که هست ز می خوردن مدام
آن مست قادری است که هشیار آمده

۱۹۷

ای قدیمی جدید چون شده ای
چون بگویم اگر چه چون شده ای

این و آن چون ترا همی گویند
پیش چشمم نه این و آن شده ای

هستی از ماه و خور بسی ظاهر
گرچه از خلق در بطون شده ای

پردهٔ خود همین تو خود بودی
از پس پرده چون برون شده ای

پاک و صافی تو از همه اوصاف
مطلقی گرچه در شیون شده ای

بهر تسخیر جان بی دردان
چنگ و نی عود و ارغنون شده ای

چون و بی چون شدن بلست تست
قادری زان تو ذو فنون شده ای

۱۹۸

ای تو جان من و تو جانانه بکجا میروی تو مستانه

همچو خورشید بی حجاب بتاب — خانهٔ ما چو هست ویرانه
هر قدر می دهی به نوشم من — خم خمم ده نه پر به پیمانه
هر فسونی[1] که‌در غمت خواندند — همه بر من نمود افسانه

قادری نعره زد چو دید ترا
همه گفتند هست دیوانه

۱۹۹

گر خوری می ز دست دلاله — بروی زهد را ز دنباله
انچه یک جرعهٔ شراب کند — نه کند با تو زهد صد ساله
هر که دریافت لذت مئی ناب — زاهدان را بخواند گوساله
می ترا شاه ما اگر بخشد — دشت بینی تمام پر لاله

قادری وار گر بخوردی می
میدهی جان بحسرت و ناله

۲۰۰

مرا بالله جان و تن نه مانده — ترا تا دیده ام دیدن نه مانده
اگر خواهی ز حال من خبر گیر — مرا دیگر خبر از من نمانده
گل حسن ترا تا چیده ام من — دگر پروای گل چیدن نمانده

---

۱ - هر فسونی که در غمت خواندند ؛ م ک ورق ۱۸ ب

فن عشق ترا هر کس که ورزید — سر او را فکر دیگر فن نمانده

گل وحدت شگفته قادری را

دلش را خواهش گلشن نمانده

۲۰۱

خویش را ماسوای ساخته ای — وهم خود را خدای ساخته ای

غیر وهمت خدای دیگر هست — چون خدا را هوای ساخته ای

هستی خویش از میان بردار — خودی خود جفای ساخته ای

درد تو وهم تست دور بکن — وهم را تو دوای ساخته ای

هر زمان وهم جان تو گیرد — جان خود را بلای ساخته ای

دو مدان تو مقید و مطلق — غیر بینی لقای ساخته ای

هر که او را ندید خود را دید

قادری خوش نوای ساخته ای

۲۰۲

چه شود گر تو روی بنمائی — پرده از روی خویش بکشائی

چه شود گر نقاب برداری — دل و جان مرا بیاسائی

پرده را دور از میانه بکن   طاق شد طاقت شکیبائی
گر نه بینم جمال خوب ترا   چه بود فایده ز بینائی
حسن تو برتر از همه اوصاف   از تو زیباست جمله زیبائی
بهر جان بازی ایم ما طیار   همه گوشیم تا چه فرمائی
همه چیز تو خوب لیک این بد   که تو بسیار دیر می آئی
طعنه ام گر زنند در عشقت   عاشقی را چه جا چه بی جائی

گر شود عشق ما و تو ظاهر
قادری را چه غم ز رسوائی

۲۰۳

اهل حق را که بد تو می خوانی   کفر بهتر ازین مسلمانی
در جهان هیچ چیز بد نه بود   نیک را بد چرا همیدانی
هر که در تست بد کجا گوید   بد تو گوئی مگر ز نادانی
نیست اسلام نزد جمله جهان   مر ترا آرد این پشیمانی
آفرینندهٔ همه حق است   می کنی اعتراض هزیانی
شاه ما را که بد همی گوئی   عزل کردم ترا ز سلطانی

فرق نیک و بدست دور انداخت
قادری یافت حق ز یکسانی

۲۰۴

دل سپردم بدست دلداری
که چو او نیست در جهان باری

مست و بی خود بشو که یابی یار
یار هرگز نیافت هشیاری

چون تو بی خود بدی نبود اغیار
از خودی شد [پدید۱] اغیاری

ستر هرگز مرا نیاید خوش
گرچه یار من است ستاری

ابر رحمت ببار چندانی
که نماند حجاب عیاری

آفتاب رخش شود طالع
دل بیکار را شود کاری

عشق او پاک کرد جان و دلم
کی بگنجد درونش دیاری

اندرین عشق هر چه میگویم
اندکی گفته ام ز بسیاری

سبحه در دست زاهدان خوبست
قادری را بس است زناری

۱ - در اصلی : بدید (اداره)

۲۰۵

بازیٔ ابلهانست زر بازی　　بازیٔ عاشقانست سر بازی
کس ندانست راه و رسم عشق　　پای دادند بی هنر بازی
پای دادی تو بازیٔ خود را　　می بری گر کنی تو سر بازی
گر ببازی تو بازیٔ عشاق　　خوش نیاید به تو دگر بازی
بازی ارهست ، هست خود بازی　　بیشک این به بود زهر بازی
گر دهی پای در بری بهتر　　دیده ای زین تو خوبتر بازی؟
یار بسیار بود بازی گر
قادری را به برد در بازی

۲۰۶

آدمی قدر خویش می دانی　　که توئی سر گنج پنهانی
حق چو از جمله با تو انس گرفت　　زان ترا شد خطاب انسانی
روت وجه الله است آگه بین　　که عیانست ز خط پیشانی
دست و پای تو نقش الله است　　چون یدالله را همی خوانی
خلق آدم بود بصورت حق　　زان خلیفه شدی و سلطانی
دل تو عرش و کرسی و لوح است　　کاندران هست علم ربانی

روح خود را[۱] دمید اندر تو زان ترا سجده کرد روحانی
هم محمد توئی و هم الله این عنایت تراست ارزانی
قادری قادری دگر فافهم
پای تا سر تمام جانانی

۲۰۷

تختهٔ ساده لوح بر هستی بود بی نقش جمله یک هستی
گنج الفاظ و گنج معنی بود بهر اظهار کرد بد مستی
چونکه برهم بزد وجود و عدم گشت پیدا بلندی و پستی
گاه معبود گشت و گه عابد کرد این جمله از زبردستی
قادری یافتی تو خود را خوب
شکر لله ز غیر وارستی

۲۰۸

در رهش گرچه رفته اند بسی آنچه من یافتم نه یافت کسی
گر بگویم من از وصال خویش آتش هجر سوزدت چوخسی
طالب ذات صرف هیچ نه ای اندرین ره تو میکنی هوسی
آنچه در قافله بدیدم من زان تو نشنیده ای بجز جرسی

---

۱ - روح خود در د مید ؛ م ک ورق ۲۳ الف

شیخ کامل خدات بنماید

قادری یافت قدرت از نفسی

۲۰۹

نماز و روزه نیاید بکار دینداری

که یار از تو پسندد حضور هشیاری

هزار دانه شمردن چه فائده کندت

همین نکوست که خود راتو غیرنشماری

نماز های تو بی خطره آن زمان گردد

که خطره های جهان را توعین پنداری

نشان وصل همین است خرمی و خوشی

نه قبض و خطرهٔ بسیار و گریه و زاری

چو یار قادری خویش را پسند نمود

گناهگاری او هم بود نکوکاری

۲۱۰

کشتی[۱] و زندهٔ ابد کردی خوب کردی که گفت بد کردی؟

---

۱ - ''حضرت غوث خوش مدد کردی - کشتی و زنده ابد کر دی''. دیکھئے نتائج الافکار ص ۳۵۰.

هستی، خویش چون بها دادی   هست موهوم را چو رد کردی
من[۱] فنا خواستم بقا دادی   من یکی خواستم تو صد کردی
تا باواز وصل پی به برند   این همه صوت و مد و شد کردی
قادری را تو ساختی قادر
شاه بغداد چون مدد کردی

۲۱۱

گر مرگ نه بودی بجهان درد نبودی
بی عشق دل نرم رخ زرد نبودی
گر[۲] زهد نکردی تو خنک طبع نگشتی
گرمی نکشیدی تو دم سرد نبودی
مردی اگر این است به معشوق پسندد
جز عاشق دیوانه کسی مرد نبودی
از خاک درش گرهمه کس سرمه کشیدی
در درگه دلدار دگر گرد نبودی
خاموش شدی قادری مست چو بلبل
در باغش اگر فصل گل ورد نبودی

۱- ''جان دارا فدای همت تست. من یکی خواستم تو صد کردی'' نتائج الافکار ص۳۵۰
۲- م ک

۲۱۲

دور از دل ملال سازد می زهد را پائمال سازد می
نشه او اگر بر او بالا همه عالم خیال سازد می
ساقی پر نمک چو جام دهد بوحنیفه حلال سازد می
قادری را ز قدرت کامل
قادر ذوالجلال سازد می

۲۱۳

آیا بود که روزی مهمان من تو باشی
جانرا نثار سازم جانان من تو باشی
هر صبح و شام بینم رویت چو مهر تابان
من بندگی نمایم سلطان من تو باشی
هجر تو آنچه کرده بر جان ناتوانم
یک یک به تو بگویم درمان من تو باشی
ایمان من چو پرسی گویم جز این ندانم
کای بادشاه خوبان ایمان من تو باشی
من در تو خویشتن را گم آنچنان نمایم
دیگر مرا نیابی خوبان من تو باشی
خود را بتو سپارم دیگر خودی گذارم

از خود خبر نگیرم چون آن من تو باشی

باشی تو قادری خود من درمیان نباشم

من روی غم نه بینم چون جان من تو باشی

۲۱۴

ندیدم از جهان از کس وفائی وفا کردم بدل دیدم جفائی

شدم بیمار جز حق کس نه پرسید سوای حق ندارم آشنائی

مرا این اقربا مارند و عقرب بود لطف تو زخمم را دوائی

ندیدم من ز غیر تو توقع نگردم به اگر جویم سوائی

شفای دل اگر خواهی زحق خواه

تو هم ای قادری داری خدائی

۲۱۵

حضرت یار هست بی پروای چون به بینی جفا بود ز وفای

عاشقان را نیازمندی به بازدنیا کجا بود ز گدای (؟)

بی طلب پیش کس نمی آید نام او را به بین که هست خدای

دعوت از عاشقان نکو نه بود مدعی گرنه ای بس است دعای

دل خود را بدار جانب یار دل تو هست چونکه قبله نمای

هر که را لطف او علاج کند نیست محتاج او به هیچ دوای

قادری را ز وصل خویش نواخت
شکر افراز و سر نهاد به پای

۲۱۶

ای به حسن و جمال یکتائی	که بوصف بشر تو در نائی
کس کجائی ترا کند تعریف	پای تا سر تمام زیبائی
کس ندیده تو چون تماشائی	ای تماشا و ای تماشائی
تو بهر رنگ جلوه گر گشتی	از تو زیبا و هم تو زیبائی

قادری را بود تمنایت
نیست پروای هیچ رسوائی

رباعیات

رباعیات

۱

یک ذره ندیدیم ز خورشید سوا
هر قطره آب هست عین دریا
حق را بچه نام کس تواند خواندن
هر اسم که هست هست ز اسمای خدا

۲

در مدح بشر نشد زبانم گویا
جانم چو نه بود غیر حق را جویا
آن جوش مباد آن زبان دان ما
کو جز سوی او بود بسوی پویا

۳

[قطره را[1]] شناسی تو سوا از دریا
هر چند برون بود هوا از دریا
هر قطره که خویش را بدریا پیوست
دیگر نتوان ساخت جدا از دریا

---

۱ - در اصل ؛ قطره شناسی (اداره)

۴

گر نیک خودی تو نیک دانی همه را
ور خود تو بدی یقین بدانی همه (؟)
جز صورت تو نیست غیری [پیدا[1]]
مرات وجود خویش دانی همه را

۵

ای آنکه خدای را بجوئی همه جا
تو عین خدائی نه جدائی به خدا
ای جستن تو بآن[2] همی می ماند
قطره به میان آب جوید دریا

۶

توحید نبی گفت ولی گفت خدا
[جزم[3]] وحدت ذات نیست حاشا کلا
هر گاه خدا و انبیا می گفتند
من حوصله از کجا بیارم به ملا

---

۱ - در اصل ؛ غیری (اداره)
۲ - همین بآن می ماند - حق نما ورق ۱۱ الف
۳ - در اصل ؛ خبر (اداره)

۷

توحید بگویم ار بفهمی ما را
موجود[۱] نبوده هیچ گه غیر خدا
این ها که تو[۲] بینی وهمی دانی غیر
در[۳] ذات همه یک است در نام خدا

۸

خواهی به تو تعلیم کنم ایمان را
بر بند به وحدت خدا پیمان را
چون سایر اعضا همه را عینش دان
در عین بدان چو مردمک انسان را

۹

در خاطر عارف نکند خطره جا
گر هم گزرد شود هماندم بی پا
خاشاک و خس ارچه پی به پی می آید
هرگز نکند مکث بروی دریا

---

۱ - موجود نگشته، هیچ گه، از غیر خدا - حق نما ورق ۱۰ الف ، ۲ - تومی بینی و میدانی غیر - حق نما ورق ۱۰ الف - ۳ - در ذات یکیست و در نام جدا - حسنات العارفین ص ۲۸

۱۰

بیرون و درون کوزه پر بود هوا

پیچیده درون کوزه آواز و صدا

کوزه بشکست و گشت آواز آواز

بشکست حباب و گشت عین دریا

۱۱

خوش دار همیشه ای برادر جان را

در خانه معرفت[۱] نشان مهمان را

اندر ره عشق هر چه پیشت آید

بر دیده و سر قبول می کن آن را

۱۲

هر چند که نیست سایه از ذات خدا

لیکن نه بود سایه شه غیر نما

رنجم چو بگویند مرا سایه حق

ترسم که ازین[۲] دوئی نداند حق را

---

۱ - به عزت بنشان م ک - ۲ - این دوئی بد آید - م ک

۱۳

دریاست وجود صرف ذات وهاب

ارواح[۱] و نفوس همچو نقش اند بر آب

بحریست که جوش میزند اندر خود

گه قطره[۲] گه است موج، گاهیست حباب

۱۴

گویم[۴] سخنی ز روی تحقیق و صواب

گر مرد رهی قبول کن روی متاب

هرگز نبود صفات بر ذات حجاب

کی نقش بر آب مانع دست بر آب

۱۵

گفتی تو که صوفیان ندارند مذهب

لیک از مذهب رسیده [اند تا[۳]] مطلب

صوفی تو بدان که بسته مذهب نیست

کردی غلطی عظیم ای بد مشرب

---

۱ - ارباب نقوش همچو ۔ حق نما ورق ۱۱ الف - ۲ گہ قطرہ گہی است نقش و گاهی است حباب ایضاً - ۴ - یہ رباعی حسرت نے رسالہ حق نما ص ۲۵ سے نقل کی ہے ر ک ص ۱۵۲ - ۳ - دراصل رسیدہ با (ادارہ)

۱۶

ای آنکه خوشی چو زاهد از کرد ثواب

او را بخدا آر و ازین جمله بتاب

بی دوست بتاب گرچه زنجیر طلاست

در بند ثواب باشی یا بند عذاب

۱۷

آنکس۱ که هزار عالم از رنگ بقاست

رنگ من و تو کجا خرد روی نداشت

این رنگ همه هوس به باید پنداشت

او بی رنگ است رنگ او باید داشت

۱۸

خوش۲ گر چه بیار خود نشستن همه وقت

این قید چه لازم است برمن همه وقت

غافل شدن خلق ز حق از حق است

خود را تعب است یاد کردن همه وقت

---

۱ - شطحیات، ورق ۷ الف - ۲ - خوش کرده بیاد خود ، شطحیات ورق ۸ الف -

۱۹

عارف به بیان وحدتش می نابست
هر چند کر است غافل و درخوابست
داند که نفهمد این سخن را هر کس
این مسئله فهم در جهان کمیابست

۲۰

در وحدت ذات ما ز شک نتوان گفت
این سنگ طلاست خود محک نتوان گفت
هر چند که غیر یک محال عقلی است
توحید چو روی داد یک نتوان گفت

۲۱

ای بی تو مرا قرار و آرام کجاست
اندر تو گمم ازان مرا نام کجاست
بی خواهش تو مرا چه خواهش باشد
کامم چو تو گشته ای مرا کام کجاست

۲۲

در عاشق و معشوق سخن بسیار است
صد ناز و نیاز گفتگو درکار است

آن عشوه که هست درمیان ایشان
کس واقف آن نیست که آن ابرار است

۲۳

چیزی که فلک برای آن گردانست
چیزی که ملک ز وصف آن حیران است
چیزی که زمین چو فرش گشته بهرش
آن چیز به پیش حضرت انسانست

۲۴

هر سو که نظر کنم همان روی نکوست
هم در مغز است و حق هم اندر پوست
هر چیز شدن کمال دانست به نقص
بشناس مشبه و منزه همه اوست

۲۵

از خلق گذشتن بخدا ای دوست
بی جاه شدن علامت نیکو است
هر چند ·ان کنم شود سترم فاش
عرفان خدای در وی چو سبو است

۲٦

توحید ز ایجاد بیرون شدن است
از چون و چرا گذشته بیچون شدن است
برهان و دلیل را در آنجا ره نیست
از عقل گذشتن است [ومجنون۱] شدن است

۲۷

همسایه۲ و همنشین و همره همه اوست
در دلق گدا و کسوت شه همه اوست
در انجمن فرق و نهانخانه جمع
بالله همه اوست ثم بالله همه اوست

۲۸

آنکس که درین جهان نگوید همه اوست
یا مغز نداند که بود عین پوست
چون مرد یقین شود براو وحدت ذات
پس مرگ برای دفع غفلت نیکوست

---

۱ - دراصل بیرون (اداره) ۲ - مجمع البحرین ورق ۱ ب -

۲۹

از چاه گذشت هر که از جاه گذشت
چون برق ز وهم خویش ناگه گذشت
گمراه ازین بگفت زاهد مارا
عارف چو بحق رسید از راه گذشت

۳۰

آن کس که بدید دیده را خواهد گفت
نادیده یقین شنیده را خواهد گفت
هر کس که نیافت وصل دلبر هرگز
او کی سخن شنیده را خواهد گفت

۳۱

توحید[۱] شناخت هر که را حالی نیست
در راه طلب همت او عالی نیست
خوش آنکه میان خویش حق را بشناخت
او در همه جاست هیچ جا خالی نیست

---

۱ - راه طلب هستی او عالی نیست ـ توحید شناخت هر که را خالی نیست حسنات العارفین ورق ۵۱ الف (حاشیه) ـ

۳۲

چون نور بصر برای چشم رمه است
افزایش کاهشش کجا در بکه است؟
در پیش تو کم و زیادت [به۱] یقین
چشم من این ماه مه چارده است

۳۳

آنکس که هزار عالم از رنگ لقاست
رنگ من و تو کجا خرد روی نداشت
این رنگ همه هوس [بباید۲] پنداشت
او بی رنگ است رنگ او باید داشت

۳۴

نیست بی چاره هیچ کار درست
نیست چیزی چو چار یار درست
بهر بخت منی همی باید
پایه چار استوار درست

۳۵

[از۳] کثرت ذکر مقصدت زاهد چیست
او غائب گر بود حاضر کیست

---

۱ - دراصل یقین (اداره)؛ ۲ - دراصل باید (اداره)؛ ۳ - دراصل ز (اداره)

اندر همه گر ز روئی تحقیق
یکبار که نام حق بگوئی کافیست

۳٦

ساقی بکسی که داد جامی ز الست
هشیار نماند زانکه بیخود شد و مست
ازعجب [و۱] ریاو وہم هستی چون است
خود را همه نیست دید او را همه هست

۳۷

کرده ز یگانگی دوئی را تاراج
باید که کنی کجیٔ خو را تو علاج
واحد متکثر نه شود از اعداد
دریا متجزی نه شود از امواج

۳۸

نبود بجهان نکوتر از مشرب هیچ
باید که ترا بود جز او مطلب هیچ
توحید گزین و صلح کل پیش بگیر
بگذار تعصب که بود مذهب هیچ

---

۱ - دراصل وہم (اداره)

۳۹

از صدق دمید صبح و بده جام صبوح
شد مدت هجر و آمد ایام فتوح
تبدیل زمین هستی خویش بکن
چون وهم برفت نفس میگردد روح

۴۰

هرگز[1] نه کند آب حجاب اندر یخ
تا آنکه کند نقش حباب اندر یخ
حق بحر حقیقت است کونین درو
چون یخ بمیان آب و آب اندر یخ

۴۱

هرکار[2] که مشکل است درویش کند
مرهم [بدلی[3]] نهد که او ریش کند
چون فوت شود تصرفش افزاید
شمشیر برهنه کار را پیش کند

---

۱ - رسالہ حق نما ورق ۱۰ الف - ۲ - یہ رباعی سکینتہ الاولیاء میں بھی نقل کی گئی ہے ورق ۲۵ الف ؛ ۳ - دراصل بدنی (ادارہ)

۴۲

فانی شده را خدا بقامی بخشد
بیمار طریق را دوا می بخشد
از کشتن و مردن تو مترس ای سالک
سیماب چو کشته شد شفا می بخشد

۴۳

هستی وجود خویش را کردم رد
گردید مساویم همه نیک و بد
اکنون نتوان نام خود و نامش برد
گر نام بگیرم ز من [۱] او می رنجد

۴۴

بسیار بگشتم و بجستم معبود
در خویش نیافتم مراد و مقصود
آخر ز همه همین قدر شد تحقیق
یکذات بود در دو عالم موجود

---

۱ - او ز من می رنجد - حسنات العارفین ورق ۲۳ ب

۴۵

آنانکه۱ خدا در آن زمان می بینند
اول تو بدان درین جهان می بینند
دیدار خدا درین و آن یکسان است
هر لحظه بظاهر و نهان می بینند

۴۶

ز ابلیس به بوالبشر چه انکار رسید
حق گفت حسین و بر سر دار رسید
از شومی و شر نفس ملایان است
با هر ولی و نبی که آزار رسید

۴۷

عنصر چو بیکدگر مبدل گردید
از کسب لطافت عنصر [افضل۲] گردید
ما نیز به اصل خویش راجع گشتیم
این مسئله بر حکیم ما حل گردید

---

۱ - یہ رباعی سکینۃ الاولیاء میں بھی نقل کی گئی ہے ورق ۱۶ الف -
۲ - دراصل ، فرل (ادارہ) -

۴۸

کی زهد تو در شمار حق می آید
کی قلب تو در عیار حق می آید
باید که تو عین خویش دانی حق [۱] را
فانی [۲] شدنت چه کار حق می آید

۴۹

عارف بخود اطلاق خدائی نکند
از ذات لطیف خود جدائی نکند
گر بنده کسی بود خدا [۳] او باشد
چون جمله خود است خود نمائی نه کند

۵۰

اندر دو جهان بغیر یارم نه بود
شاهنشهی چو شهریارم نه بود
گر پرده ز روی کار افتد ای دوست
معلوم شود که جز نگارم نه بود

---

۱ ۔ خود را ۔ حسنات العارفین ورق ۱۶ ب ۔ ۲ ۔ شدن است که کار ۔ ایضاً ۔
۳ ۔ حسنات العارفین (نسخہ موزہ کراچی) کے حاشیے پر اس مصرع کو یوں لکھا گیا ہے
"گر بندہ کسی بود جدامی باشد" ورق ۱۲ ب

۵۱

جز دفتر عشق کس سبق می خواند
بی دوست کسی خبر دگر می داند
بی‌حوصله گویند مرا نادانان
از دیدن یار حوصله می ماند

۵۲

هر ذره ز وحدتش نوای دارد
گویند خدا نه ماسوای دارد
از کثرت خال و خط تعدد نه شود
هر عضو تو هم نام خدای دارد

۵۳

صد کار ز فیض یک نظر خواهی کرد
یار آمده انتظار اگر خواهی کرد
ما با تو هزار کار دیگر داریم
این بار نه شد بار دگر خواهی کرد

۵۴

خواهی که خدا شناخت نامت باشد
آن دلبر یکتای رامت باشد

خود را تو ز راه خویش برگیر که یار
پیوسته انیس صبح و شامت باشد

۵۵

پابسته خدای خلق کامل گشتند
اقرار بجهل کرده جاهل گشتند
حق ظاهر و پیداست همه وقت ولی
از کثرت اختلاط عاقل گشتند

۵۶

با اصل رسیدیم ولی فرع نئیم
محصول گرفتیم ولی زرع نئیم
در مذهب ما بود خدا دانی شرع
بی شرع نئیم و بسته شرع نئیم

۵۷

هر دم به رسد بعاشقان ذوق جدید
خود مجتهد اند نه ز اهل تقلید
شیران نه خورند جز شکار خود را
روباه خورد فتادهٔ لحم قدید

۵۸

با هیچ کسی مرا نباید سنجید
من زانچه نگفته[1] ام نباید رنجید
هر چند که چار بچه زاید بلبل
بلبل بچهٔ کلان به بلبل گردید

۵۹

عارف دل و جان تو مزین سازد
خاریکه[2] کند بجاش گلشن سازد
کامل همه را ز نقص بیرون آرد
یک شمع هزار شمع روشن سازد

٦۰

دردیست مرا که هیچ درمان نبود
کفری[3] دارم که ذکر ایمان نبود
بیزار شدم برای او از همه چیز
یک‌روی شدن بیار آسان نبود

---

۱ - گفته ام، م ک - ۲ - نوری که کند کاس مکاس سازد - حسنات العارفین ورق ۲۰ ب - ۳ - فکری، م ک

٦١

هرچند که بیش خواهش زر باشد
جمعیت خاطر تو کمتر باشد
این بار گران چرا بسر برداری
درد سرکس موافق سر باشد

٦٢

ای قوت حیات من خجالت باشد
آرام دل من ز وصالت باشد
من چون دگران کجا بمانم محروم
چون مرشد جان من خیالت باشد

٦٣

معشوق ز شوق عشق عاشق گردید
ز اطلاق بقید آمد و رنج کشید
در پرده بخویش عشق بازی میکرد
برداشت زخویش پرده و خود را دید

٦٤

عین رخ دوست هر نقابی که بود
از ذات جدا آمد آن حجابی که بود

هر چیز باصل خویش راجع گردد
آخر شود آب هر حبابی که بود

۶۵

با اصل تو دل دگر هوای چه کند
چون یافت مراد دعای چه کند
از عشق گذشت هر که پیوست بتو
معشوق تو عاشقی برای چه کند

۶۶

هر چیز جهان قبول و ردی دارد
اخفا و ظهور نیز حدی دارد
اشیا همه موجود شوند و معدوم
دریای وجود جزر و مدی دارد

۶۷

از دیدن یخ کسی که آب ندید
در دانه انگور می ناب ندید
از قید مراد دیدن مطلق دان
مطلق چو بدید قید در خواب ندید

۶۸

از جاه گذشتم و مرا جاه نماند
اندر نظرم هیچ جز الله نماند -
آنرا که بحق رسید گم ره گفتند
گمراه ازانم که مرا راه نماند

۶۹

پیدایش اوست مومن و گبر و جهود
مقبول ندانم و ندانم مردود
در آینه خواست حسن بی حد بیند
از ناز شکست روی بسیار نمود

۷۰

مطلق چو مقید رخ خود گردید
در آینه عشق رخ خود را دید
چون [یارا] تقاضای دگر نام نمود
عکس رخ خویش را محمد نامید

۷۱

ذاتش نه پس صفات پنهان باشد
دیدار خدای دیدن آسان باشد

---

۱ - دراصل ' چون تقاضائی (اداره)

هر چند که آب جملگی یخ گردد
با پرده یخ آب نمایان باشد

۷۲

گم گشته او ز خود خبر باز نداد
سازیکه شکست دیگر ان ساز نداد
دعوائی تو [خود ۱] مرا نماید خالی
ظرفی که پر آب گشت آواز نداد

۷۳

هر ا صورت دلکش که ترا رو بنمود
خواهد فلک از چشم تو اش زود ربود
رو دل بکسی ده که در اطوار وجود
بودست همیشه [تا ۱] بود خواهدبود

۷۴

وا رسته همانکه مکر و شیدش نبود
جز حق کاری به عمر و زیدش نبود
بی قید نه ای اگر به بندی مانی
بی قید کسی که هیچ قیدش نه بود

---

۱ - در اصل ،...(اداره)
۲ - در اصل ، نا (اداره)

۷۵

با حق نه رسی تو از نماز بسیار
از بهر خدا خودی خود را بردار
حق را تو بگیر و جمله اشغال گزار
مشغولی تو شرک بود آخر کار

۷۶

در عشق هر آنکه [می۱] خورد خون جگر
با آنکه نخسپد ز۲ سر شام و سحر
بر قول کسی مبین بر افعال نگر
تقلید دگر باشد و تحقیق دگر

۷۷

ناگفته سخن دلم ربودی آخر
مهر دل من بخود فزودی آخر
آن را که بکوه و دشت می جستم من
در هر چه نظر کنم تو بودی آخر

۷۸

دل زنده دگر باشد و دل مرده دگر
گم کرده دگر باشد و پی برده دگر

۱ - دراصل آنکه خورد (اداره) - ۲ - دراصل ، با او نه نخسپی ار (اداره)

هر چند که اسرار یکی باشد و بس

در پرده دگر باشد و بی پرده دگر

۷۹

هر کس که شد این مقام خوش را زایر

در چشم بدید بحرها را سایر

در کعبه ندید کس خدا را مطلق

در خانقهش به بین خدا را حاضر

۸۰

در خواب مرا به سر گرفت آن دلدار

گفتم که تو بی واسطه بنما دیدار

گفتا که اگر تو این چنین می خواهی

تعلیم کنم بگیر خود را یک بار

۸۱

در باغ جهان بهم چو باشد گل و خار

ناچار گهی خوشی و گاهی بیمار

گفتی تو به طعن عارف و بیماری

زانگشت تو چون رسد [کسی ۱] را آزار

۱- دراصل ، رسد آزار (اداره)

٨٢

خواهی[۱] که شوی داخل ارباب نظر
از قال به حال بایدت کرد گزر
از گفتن توحید موحد نه شوی
شیرین نه شود دهان ز نام شکر

٨٣

از مرگ نباشد اهل دل را آزار
کز خواب نترسد چو بود دل بیدار
گر جان تو جسم را بینداخت چه شد
چون کهنه شود پوست بیندازد مار

٨٤

گر هست ترا دلی ز غفلت بیدار
در جمله به بین صورت احمد مختار
هر ذره را به سوی حق هست رسول
هر چیز که بنگری محمد پندار

٨٥

هر چند حجاب درمیان دارد یار
رویش خوش و خوب مینماید بسیار

---

۱ - یہ رباعی حسنات العارفین میں بھی نقل کی گئی ہے - ورق ۱۳ الف

چون عینک تو بود نقاب رخ او
عینک نه کند به پیش چشم تو غبار

۸۶

ای آنکه ترا نظر بود بر کردار
از حق بد و نیک را بداند [هشیار۱]
[رستند۲] از عذاب دوزخ کفار
آتش به سمندر نرساند آزار

۸۷

چون نیست سوای تو ندانم هرگز
در وحدت او دوتا ندانم هرگز
در حق و نبی مغایرت ملا گفت
احمد ز احد جدا ندانم هرگز

۸۸

درویش چهار قسم باشد بشناس
دیگر همه بند کشتهٔ قید لباس
هست عارف و عاشق موحد زان چار
برتر ز همه محققی بی وسواس

---

۱ - دراصل ، هوشیار (اداره) - ۲ - دراصل ، رستی از عذاب دوزخ از (اداره)

۸۹

عارف بخدا یگانه می باشد و بس
با ما و تو در بهانه می باشد و بس
آزرده کجا شود ز طعن منکر
بوجهل بهر زمانه می باشد و بس

۹۰

خواهی که ز غم کنی تو فارغ دل خویش
از حق مطلب دوای این دل ریش
این جمله بلا ز حرص می آید پیش
چون حرص تو بیش در جهان محنت بیش

۹۱

هر چند میان ره بخوابد درویش
در خواب بمنزل به رسد از همه پیش
بی هوش شود اگر چه وقت مردن
از خواب چو خیزد برود راه خویش

۹۲

ای [آنکه ازان۱] نام توئی بارد عشق
وز نامه و پیغام توئی بارد عشق
عاشق گردد هر که بکویت گزرد
آری ز درو بام توئی بارد عشق

۹۳

تو ظاهر شرع گر بدانی مخصوص
در هم نکنی نظر تو بر نقد نصوص
یک دان و مدان تو غیر او در دو جهان
این است حقیقت فتوحات و فصوص

۹۴

جز یار ندید چشم مست عارف
اغیار به سر و جان الست عارف
در حرف زدن اگرچه گوید من و تو
توحید کجا رود ز دست عارف

۹۵

ز اغیار خدا نگاهبان عارف
آئینه حق نماست جان عارف

۱ دراصل «ای که از» (اداره)

از وصف فزون تر است بیان عارف
بوسند ملایک آستان عارف

۹۶

گفتم کو تو با من این چنین گشتی یک
گفتا که مگر ترا درین باشد شک
گفتم که تو صاحبی منم بنده تو
گفتا که مگو من و توی از دل حک

۹۷

بر روی خدا بود یکی خال بزرگ
معلوم شود شوی چو در حال بزرگ
بالله که چنان است بتو می گویم
احمد ز احد بود به [چل۱] سال بزرگ

۹۸

ای عمر ترا خدا رساند به کمال
هم خورم و دل خوشت بدارد بوصال
تا باد جهان کنی جهان آرائی
روز تو چو ماه باد ماه تو چو سال

---

۱ - دراصل حل ۰ (اداره)

۹۹

آزاد شوی چو بنده گردی ایدل

خود را تو بکش که زنده گردی ایدل

پندت بدهم که بند خود را بگسل

چون این گسلی رونده گردی ایدل

۱۰۰

جز حق نه بود چرا تو دانی مشکل

گفتم همه حقت [وا] نه گفتم باطل

صد موج اگر بروی دریا باشد

در وحدت بحر هیچ گردد حایل

۱۰۱

ای آنکه ز توحید شدی بس عاقل

حق ظاهر و جلوه گر بود بی حائل

از گفتن توحید نرنجی ز ولی

اصحاب به وحدت وجودند قایل

۱۰۲

از دوزخ و از بهشت کردی تو سوال

با مومن است و کافر حق در همه حال

---

۱ - دراصل ، حقت نه

آخر همه ماهیان به چشمه برسند

خواهی بره جلال و خواهی بجمال

۱۰۳

هرگز نبود ترا به دلدار تو فصل[۱]

تحقیق بدانکه خود توئی خود را اصل

از آب اگر جدا شود فهمد آب

ماهی به میان آب کی داند وصل

۱۰۴

توحید خموشی است فکریست مدام

عارف[۲] فارغ زید ز گفتار و کلام

یک گفتن توبه بین دوئی ثابت کرد

اطلاق رود ز نقطه[۳] چون گیری نام

۱۰۵

ما تا رخ خود ز غیر او تافته ایم

بس کوه حجاب دوست بشگافته ایم

بی پرده نمود روی خود را با ما

بی شبه و شک خدای خود یافته ایم

---

۱ - دراصل فضل - ۲ - بحث آمد و شد ز دست توحید تمام - حسنات العارفین - ورق ۹ الف ؛ ۳ - لفظ تو چون ـ حسنات العارفین ورق ۹ ب

۱۰۶

هر عیب که در جهان بود من دارم
بی عیب مگو توئی مکن آزارم
بگذار بحق نیک و بد کردارم
شاید که بفضل خویش سازد کارم

۱۰۷

کافر گفتی تو از پی آزارم
این حرف ترا راست همی پندارم
پستی و بلندی همه شد هموارم
من مذهب هفتاد و دو ملت دارم ۱

۱۰۸

در عین فنای خود بقا را دیدیم
بیمار شدیم تا دوا را دیدیم
از ما چو خدا جدا نبوده هرگز
در آینه خویش خدا را دیدیم

---

۱ - یہ رباعی حسنات العارفین میں بھی نقل ہوئی ہے - ورق ۱۱ ب

۱۰۹

نزدیک رسیدیم و نکردی یادم
زین یاد نه کردن تو هم دل شادم
این آمدنم بخوب انگاشته ای
هم خود تو بده داد ازین فریادم

۱۱۰

در هجر تو بوده اندوه و آزارم
از وصل تو رفت هستی و پندارم
شادی ابد نصیب جانم گردید
اکنون تن و جان خود براهت دارم

۱۱۱

در چشم کسی که یار باشد یاران
دیگر به ازین چه کار باشد یاران
البته فدای یار یکتا سازند
هر چیز جز آن نگار باشد یاران

۱۱۲

بی تو من و من همچو سلوا و چو من(؟)۱

من تو تو همین من چو یک نام تو من(؟)

من از تو جدا بخود [کجا] وزن نهم(؟)

آن من بر من گران تر است از صد من(؟)

۱۱۳

اندر طلبش ترا نباید خفتن

اغیار ز جان و دل بباید رفتن

تا آنکه [یگانگت نگردد۲] تحقیق

توحید به تقلید نه باید گفتن

۱۱۴

نه فرد توان گفت نه واحد بی چون

نه این بود و نه آن نه حرف و نه شیئون

چون۳ نیست دوئی یگانگی شرک نمود

بیگانه مگر یگانه گوید اکنون

۱۱۵

تسبیح به من عجب در آمد بزبان

گفتا که مرا چرا کنی سر گردان

---

۱ - یہ رباعی وزن اور قافیہ کے لحاظ سے درست نہیں قلمی نسخوں میں یہ اسی طرح نقل کی گئی ہے - ۲ - دراصل : بیگانگیت گر کند (ادارہ) - ۳ - چون شرک (ادارہ)

گر دل به عوض همی بگردانی تو
دانی که برای چیست خلق انسان

۱۱۶

در خواب ز وصل یار گل چیدم من
چون بلبل بی قرار نالیدم من
گفتا که مرا بگیر محکم به بغل،
جستم چو ز ذوق ، خویش را دیدم من

۱۱۷

هر[1] مرتبه نه نام دارد نه نشان
گویند منزه از جهان است و مکان
هر[2] مرتبهٔ ظهور اعیان گویم
اسمای خداست جمله اسمای جهان

۱۱۸

خواهی که دلت ز وصل گردد گلشن
خود را تو به جستجوی دلبر افگن
از قبله‌نما چو قبله در می یابند
در یاب ز حق‌نما تو حق را رد کن[3]

---

۱ - دراصل : در هر (اداره) ۲ - دراصل : در هر (اداره)
۳ - آخری مصرعے کی ردیف درست نہیں لیکن قلمی نسخوں میں ایسا ہی لکھا ہے ۔

۱۱۹

از جمله گذشته ام برای آسان
از تو نتوانم بگذشت ای جانان
در وصل تو هستیم نه شاید هرگز
پس من چه کنم بهشت و دین و ایمان

۱۲۰

چون است که عشق هر دو جا گیرم من
محکم بدو دست خود دوتا گیرم من
افگنده دو زلف نازنین بر رخسار
خود را بفروخته۱ و خدا گیرم من

۱۲۱

بی پرده خدای را بهر حال بدان
فاعل به میان جمله افعال بدان
اسما و صفات پردهٔ ذات نگشت
این حرف دروغ گشت تمثال(؟)۲ بدان

۱۲۲

فی انفسکم بگفت آن جان جهان
این حرف عیان است نه محتاج بیان

---

۱ - دراصل بفروخته ای (اداره) ۲ - دراصل : سال (اداره)

در خویش بجویند که او عین شماست
آتش به میان سنگ باشد پنهان

۱۲۳

ای آنکه نه ای بدشمن خود دشمن
با جمله تو آنچنان که جانست به تن
با دشمن خویش دوست گشتی آخر
گر دوست نمی شود به من دشمن من

۱۲۴

هر طور که [بشناختم او۱] هستم من
از عشق نگار خویشتن مستم من
زین حال مرا اگر تو کارند جواب
آزرده نگردم که ازین دستم من

۱۲۵

در عالم موهوم نیم سرگردان
بر مسند وحدتم نشسته شادان
بی هستیٔ خویش هستیٔ دارم من
چون قطره که یافت وصل بحر عمان

---

۱ - دراصل بشناسم (اداره)

۱۲۶

اقرار به جهل خویش باید کردن
نادانی خویش پیش باید کردن
تا راه بمعرفت نیابی ای دل
کوشش به فنات بیش باید کردن

۱۲۷

ای آنکه من و تو می نیاری بزبان
ترسی که دوگانگی در آید بمیان
اکنون که شود یگانه بیگانه ز تو
پانصد من و تو ترا ندارد نقصان

۱۲۸

در هر صفتی که بینی آن را نقصان
از نقص تو پستی نه کنی با یزدان
حق جامع اضداد بود نقصش نیست
اندر حد ذات هم نهان است و عیان

۱۲۹

اغیار کجاست روی پر تاب ازو
حق است بجلوه وصل در تاب ازو

از گریه سالگی ست نقصش پیدا
خام است کباب گر چکد آب ازو

١٣٠

بی قدری عارفان زاهد تو مگو
زاهد تو ز شرک می نگوی من و تو
عمری تو بغیر بینی آخر بگذشت
او می خورد و مدام گوید۱ همه او

١٣١

در من تو نهان شدی و من اندر تو
چون ریگ میان آب اندر گل بو
ما و تو یکیم قادری نیست دوئی
احول باشد هر آنکه می ایند دو

١٣٢

گر از پس پرده یار بنماید روی
بی پرده بتو نمایم آن روی نکو
محکم تو بدست خویش گیر آن پرده
تحقیق که عین پرده باشد رخ او

---

۱ - دراصل بگوید (اداره)

۱۳۳

از حد بگذشت گفتگوی من و تو
آن حال خوشست نیست سوی من و تو
هر کس که خدا بدید باالله ندید
در آینهٔ خیال روی من و تو

۱۳۴

ای تخم قدیم گل شدی آخر تو
هم برگ و درخت گل شدی آخر تو
خود را بمیان میوه کردی پنهان
انگور شدی و مل شدی آخر تو

۱۳۵

بی مرگ کجا نام تو گردد زنده
بی بنده کجاست صاحب زیبنده
از قید شود وجود مطلق ظاهر
صاحب نه بود اگر نه باشد بنده

۱۳۶

از دیدن غیر خود مرا دار نگاه
از جان و دلم بساز اغیار تباه

گر غیر بخاطرم بیاید گویم
لا حول و لا قوة الا بالله

۱۳۷

ای یار ترا۱ بجان و دل بگزیده
جوری که رسد ز تو نهم بر دیده
در عشق تو دشنام خوشم می آید
ابلیس ز وصف می شود رنجیده

۱۳۸

از گفتن حق نه هیچ کس رنجیده
توحید کسی به عقل [کی۲] سنجیده ؟
ما گفتن توحید ز غفلت دانم
کس غفلت را حوصله هم نامیده

۱۳۹

ای آنکه [بحق۳] نماندهٔ حق می خواهی
بالله خدا [هست۴] توئی گمراهی ،
در عین خدائی و بآن می مانی
در آب همیشهٔ تو جویان ماهی

---

۱ - دراصل : یار عشق ترا (اداره) ۲ - دراصل : عقل سنجیده (اداره) ۳ - دراصل: آنکه نماینده (اداره) ۴ - دراصل : خدا توای (اداره)

۱۴۰

از اصل حقیقت چو خبردار شدی
از یار بدان همه که هشیار شدی
چون غافل خیرو شر خدا را دیدی
دیدی گنه از خویش و گنهگار شدی

۱۴۱

مجنون که روان شدی ز چشمش میلی
غیر از لیلی بکس نبودش میلی
پرسید ازو کسی که شب به یا روز
گفتا ز هزار روز بهتر لیلی

۱۴۲

بی بیشه فضل تو ندامت داری
با فضل خوش است گر ملامت داری
تا چند خوری تو راه می ای زاهد
در شهر قدیم چون اقامت داری

۱۴۳

اندک بخود آی گر ز اهل دردی
بیخود حسکی و لوحی دم سردی(؟)

ایمان به خدا و رسول آرد همه کس
ایمان بخود آر گر برادر مردی

۱۴۴

او در نظر است رو بهر چیز کنی
کوری تو چرا بخویش تجویز کنی
حق گفت چو اینما تولوا با تو
باید که نظر بسوی [خود۱] نیز کنی

۱۴۵

هر مرد که خویش را گرفته کولی
غفلت شده است بر همه مستولی
مشغول بحق است به فهمد یا نی
هر کس که بهر چیز کنی مشغولی

۱۴۶

بر مسند وحدت چو نشینی شاهی
وهم از دل و جان خویشتن کن راهی
بگذار تر توس مردن و بیماری
در آب حیات کی بمیرد ماهی

---

۱ - دراصل : خویش (اداره)

۱۴۷

ای آنکه خدای را منزه مانی
پاک از همه چیز ذات او میخوانی
نقص است برای ذات او تنزیهی
از غیر منزه اش بباید دانی

۱۴۸

ای آکل و اکل و شرب و ماکول توئی
وی فاعل کل فعل و مفعول توئی
در صورت حال و ماضی و استقبال
هم عرض تو بوده ای وهم طول تونی

تمام شد بفضل او سبحانه تعالی شانه

کتابیات

الف : تصانیف شہزادہ دارا شکوہ :-

۱ - سفینۃ الاولیاء (نیشنل میوزیم مخطوطہ نمبر ۱۹۶۲-۹۹)
۲ - سکینتہ الاولیاء (لاہور)
۳ - رسالہ حق نما (نیشنل میوزیم مخطوطہ نمبر ۱۹۵۸-۲۶۲/۷)
۴ - حسنات العارفین (نیشنل میوزیم مخطوطہ نمبر ۱۹۵۸-۵۶۲/۵)
۵ - مجمع البحرین (نیشنل میوزیم مخطوطہ نمبر ۱۹۵۷-۱۰۷۶/۵)
۶ - طریقت الحقیقت (اردو ترجمہ) ۱۳۳۰ء
۷ - مکالمہ بابا لال و دارا شکوہ (نیشنل میوزیم مخطوطہ)
۸ - سراکبر (نیشنل میوزیم مخطوطہ)
۹ - یوگا ویشستہ (نیشنل میوزیم مخطوطہ)

ب : دیگر تصانیف :

۱ - عبد الحمید لاہوری - بادشاہ نامہ - ۲ جلدیں، کلکتہ ۱۸۷۰-۷۳ء
۲ - میرحسین سنبھلی - تذکرہ حسینی - لکھنؤ ۱۲۹۲ھ
۳ - مفتی غلام سرور - خزینۃ الاصفیاء - ۲ جلدین لکھنؤ ۱۸۷۳ء
۴ - محمد قدرت اللہ خان گوپاموی - نتایج الافکار - ۱۲۵۶ھ
۵ - کشن چند اخلاص - ہمیشہ بہار (مخطوطہ انڈیا آفس نمبر ۳۳۰۱)
۶ - محمدصالح کنبوہ - عمل صالح - کلکتہ، ۱۹۱۲-۱۸ء
۷ - محمد ہاشم خافی خان - منتخب اللباب - کلکتہ، ۱۹۶۰-۷۴ء
۸ - منشی محمد کاظم - عالمگیرنامہ - کلکتہ - ۱۸۶۵-۷۳ء
۹ - محمد ساقی، مستعد خان - مآثر عالمگیری - کلکتہ، ۱۸۷۰-۷۳ء
۱۰ - میر علی شیر قانع - مقالات الشعراء - کراچی ۱۹۵۷ء
۱۱ - محمد افضل سرخوش - کلمات الشعراء لاہور ۱۹۴۳ء
۱۲ - صمصام الدولہ شاھنواز خان - مآثرالامراء - ۳ جلدیں - کلکتہ، ۱۸۸۸-۹۱ء
۱۳ - صدیق حسن خان - شمع انجمن - بھوپال ۱۲۹۳ء
۱۴ - وکرماجیت حسرت - دارا شکوہ : حیات و تصانیف - وسوا بھارتی - ۱۹۵۳ء
۱۵ - سید محمد لطیف - تاریخ و عمارات اور آثارقدیمہ (انگریزی)، لاہور ۱۸۹۲ء
۱۶ - محسن فانی - دبستان مذاہب - بمبئی
۱۷ - نجیب اشرف ندوی - مقدمہ رقعات عالمگیری - اعظم گڑھ
۱۸ - قانون گو، کے - آر - داراشکوہ - کلکتہ (دوسرا ایڈیشن) ۱۹۵۲ء (انگریزی)
۱۹ - جادوناتھ سرکار - تاریخ اورنگ زیب (انگریزی) ۵جلدین کلکتہ ۱۹۱۲-۲۵ء
۲۰ - شبلی نعمانی - شعرالعجم - ۵ جلدین - اعظم گڑھ ۱۹۴۷ء

(*x*) Qani, Mir 'Ali Sher, *Maqalat al Shua'ara*, edited by Pir Husam-al-Din Rāshidi, Karachi, 1967.

(*xi*) Sarkhush, Mohammd Afzal : *Kalimāt al-Shua'arā*, Lāhore, 1943.

(*xii*) Shāh Nawāz Khān, Samsam-ud-Dawla : *Ma'asir-ul-Umarā*, edited by M. 'Abd al-Rahim and Mirzā Ashraf 'Ali, 3 Vols. (Bib. Ind.) Calcutta, 1888-91.

(*xiii*) Siddīq Hasan Khān, *Shama'-e-Anjuman*, Bhopal. 1293.

Secondary Sources

(*i*) Browne, E.G. ; *Literary History of Persia*, 4 Vols.

(*ii*) Hasrat, Bikramājit : *Dārā Shikoh : Life and works*, Visvabharti 1953.

(*iii*) Ikrām, S.M. : *Rud-i-Kausar*, Lāhore.

(*iv*) Latif, S. Mohammad : *Lāhore : Its History, Architectural Remains and Antiquities*, Lāhore, 1892.

(*v*) Muhsin Fānī, *Dabistān-i-Mazāhib*, Bombay.

(*vi*) Nicholson, R.A.: *Mystics of Islam*, London, 1914.

(*vii*) Nadvī, Najīb Ashraf, *Muqaddama-e-Ruqa'at-i-'Ālamgīr*, Azamgarh, (n.d.)

Ruqa'at-i-'Ālamgīr, A'zamgarh (n.d.)

(*viii*) Qānūngo, K.R , *Dāra Shikoh*, Calcutta, 2nd Ed. 1952.

(*ix*) Sarkār, Jādūnāth, *History of Aurangzeb*, 5 Vols. Calcutta, 1912-1925.

(*x*) Sell, E, *Religious Orders of Islam*, Madras, 1908.

(*xi*) Shiblī Numani : *She'r al-'Ajam*, 5 Vols. Azamgarh, 1947 etc.

———

SELECT BIBLIOGRAPHY

I. Original Sources

1. Works of Dārā Shikoh

(i) Safinat al-Auliyā (N.M.P. MS. Acc. No. 1962-99)

(ii) Sakinat al-Auliyā, Lahore.

(iii) Risāla-e-Haq Numā. (N.M.P. MS. Acc. No. 1958. 262/7).

(iv) Hasanāt al-'Arifīn or Shattihāt. (N.M.P. MS. Acc. No. 1958. 262/5).

(v) Majma' al-Bahrain. (N.M.P. MS. Acc. No. 1957. 1076) and edited by Mahfūz al-Haq (Bib. Ind.), Calcutta, 1929.

(vi) Tarīqat al-Haqīqat (Urdu translation), Lahore, 1340 A.H.

(vii) Makālama-e-Bābālāl-o-Dāra Shikoh. (N.M.P. MS. Acc. No. 416

(viii) Sirr-i-Akbar (N M. MS. Acc. No. 1957. 928/16)

(ix) Yoga Vasishta. (N.M. MS. Acc. No. 1957. 1076)

2. Other works

(i) 'Abdul Hamīd Lāhorī, *Bādshāhnāma*, Edited by W.N. Leeds, etc., 2 Vols, Calcutta, (Bib. Ind.) 1870-73.

(ii) Dost Sanbhali, Mir Husain, *Tazkira-e-Husainī*, Lucknow, 1292 A.H.

(iii) Ghulām Sarwar, Mufti : *Khazīnat-ul-Asfiyā*, 3 Vols. Lucknow, 1873.

(iv) Gopāmvī, M. Qudratullah Khān, *Natā'ij al-Afkār*, Madras, 1259.

(v) Ikhlās, Kishan Chand, *Hamesha Bāhār*, I.O. MS. 4401.

(vi) Kanbūh, Muhammad Sālih : *'Amal-i-Sālih*, Ed. by Ghulām Yazdāni (Bib. Ind.) Calcutta, 1912-18.

(vii) Khāfi Khān, Muhammad Hāshim : *Muntakhab-ul-Lubāb*. (Bib.Ind.) Calcutta, 1860-74.

(viii) Muhammad Kāzim, Munshī : *'Alamgīrnāma*, Edited by Khādim Husain and 'Abdul-Haiy (Bib. Ind.) Calcutta, 1865-73.

(ix) Musta'id Khān, Muhammad Sāqī : *Maāsir-i-Alamgīrī*, (Bib. Ind.) Calcutta, 1870-3.

as well as later poets. The people of his age were used to hearing the lyricism of 'Urfī, Nazīrī, Tālib Amulī, Kalīm, Qudsī and others. The poetry of the other Mughal princes and princesses whose stray verses are now found scattered in various *tazkirahs* also had the same theme and style. The un-familiar style of his poetry as well as its subject-matter could not, therefore, achieve public applause. This lack of interest has been lamented by the prince in the following verse :

هزار و بست غزل گفت قادری در عشق
ولی چه سود کسی منتبه نمی گردد

It seems rather strange that the Diwān of Dāra Shikoh should be so little known that very few people could see it even during his own days. It is generally said that it was due to the political opposition or religious bias of the Ulama that his Dīwān could not get publicity. This supposition does not seem likely, when we find that more objectionable works like *Hasanāt al-'Arifīn*, *Majma' al-Bahrain*, *Sirr-i-Akbar*, etc. remained in circulation unchecked even during the days of Aurangzeb and were published several times in the later period. The real cause of this oblivion was lack of appreciation of the people, who did not care to keep it in their libraries and, therefore, not many copies of the Dīwān were prepared. The few copies prepared during the lifetime of the Prince could not survive longer and were thrown into oblivion by posterity.

———

he quotes copiously in his writings from the poetical compositions of classical Persian poets like Sanā'ī, Nizāmī, 'Attār, Khusrau, Khāqānī, Sa'dī, Rūmī, Hāfiz, Jāmī, 'Irāqī, Abū Sa'īd Abul Khair, etc. His special interest was in the mystic poetry and we find that he quotes a number of such verses in his book like *Safīnat al-Auliyā*, *Risāla-i-Haq Numā*, *Hasanāt al-'Arifīn*, etc. In this respect, the poetry of Mullā Shāh has influenced his poetry greatly and it is true to say that the prince borrowed both the style and subject matter from Mullā Shāh.[1] About the general features of the poetry of Dāra Shikoh, Hasrat remarks in his treatise :—

> "Dara Shikoh's poetry consists chiefly of two inter-related elements—sufism and Qadirism; an under-current of a didactic and ethical note, an echo of his association with saints and his intimate knowledge of the Persian literature on mysticism, runs through his ghazals and rubāiyat. But his doctrinal mysticism is neither intellectual nor meditative; it is intensively intuitive, anti-scholastic, and pantheistic in the extreme. In most of his quatrains, he has invariably tried to expatiate upon the sufistic aphorism, and as a natural consequence of this dilation upon the views expressed by other mystics, his mystic thought lacks spontaneity and individuality —a factor, which has tended to create a shallow moral or intellectual atmosphere in his verse. From a purely literary point of view, his style is prosaic in the extreme, and it is rarely that, in a ghazal, a verse or two, give a flash of real poetic imagination. Generally, his Ghazal lacks the lyrical touch, poetic emotionalism and a graceful sublimity both in thought and expression........."
>
> "His quatrains, with their rugged language and un-polished expression, show little fertility of imagination, and in style or thought can hardly approach the marked individuality of those of the eminent Persian poets like Abu Said Abul Khair, Shaikh Abdullah Ansari, and Umar Khayyam."[2]

Such is the criticism on the literary merits of Dārā Shikoh's poetry, which undoubtedly lacks poetic emotionalism and polished language. He composed almost nothing which had subjective appeal. The extremely prosaic style did not give him a place of eminence among the contemporary

1. The complete Diwan of Mulla Shah is not commonly available. The prince has, however, given a selection from his ghazals and Rub'aiyat in *Sakīnat al-Auliyā*.

2. Hasrat, Vikramajit, *op.cit.*, pp. 135—36.

And the following ghazal :—

مسافر هر قدر باشد سبکسار
نیابد در سفر تصدیع و آزار

تو هم اندر جهان هستی مسافر
یقین میدان اگر هستی تو هشیار

بقدر مال باشد سرگرانی
بقدر پیچ باشد بار دستار

خودی را نیز از خود دور گردان
که هم بار است بار وهم و پندار

تو تا باشی بدنیا باش آزاد
ترا چون قادری کرده خبر دار

But the sufistic thought occupy more prominent place in the poetical compositions of the prince. Like his prose works, his poetry is devoted to the elucidation and explanation of mystic subjects like عارف و همه اوست وحدت الوجود etc. A number of ghazals and Rubā'iyāt illustrate these points :—

هر سو که نظر کنی همه اوست
وجه الله عیانست رو برو را

———

گفت اناالحق و داد خود فتوی
دار گشت و کشید خود را خود
در پس پرده گفتگو می کرد
پرده برداشت و دید خود را خود

or these rubā'iyāt :—

ای آکل و اکل و شرب و مشروب توئی
وی فاعل کل فعل و مفعول توئی
در صورت حال و ماضی و استقبال
هم عرض تو بوده ای وهم طول توئی

———

خویشتن را جدا نمی دانم لیک خود را خدا نمی دانم
قطره را نسبتی که با بحر است بیشتر زین روا نمی دانم

Before concluding this introduction, it seems worth-while to discuss briefly the style of Dārā Shikoh's poetry. It is important to note that the Prince had made a thorough study of Persian literature and had profound liking of classical Persian poetry. This fact is evinced from the fact that

Panjāb and Lahore were the places where they spent most of their time, while Lahore became their last abode. About these places, the Prince says :—

خدا پنجاب را معمور دارد
ز خاک اولیاء منظور دارد
بود آباد دایم شهر لاهور
وبا و قحط ازین جا دور دارد
همیشه اولیاء خیزد ازین ملک
خدا این قوم را مغفور دارد

———

عشق پنجابم نموده بی قرار
ز انکه نقش دوست در پنجاب هست
کعبهٔ من حضرت لاهور دان
سجدهٔ من سوی آن محراب هست
قادری را کعبه دارا پور شد
کاندران بسیار فتح الباب هست

———

چون خدا و صاحب من پیر است
کعبهٔ من حضرت کشمیر است

Ethical and moral precepts and their various explanations have also found expression in his verses. Many of these contain Universal Truth. The following is a selection from his Dīwān :—

دست زر آلود بد بومی شود
جان زر آلود را احوال چیست
روز و شب گوشت بمرگ مردمان است
مر ترا مردن بود این حال چیست

———

قادری دید تا ترا در گل
صلح کل کرده از عناد گذشت

———

تا خودی هست دایم اندر هست
این چنین کرده اوستاد ارشاد

———

راز خود را بغیر دل تو مگوی
راز داری بغیر دل نه بود

He had deep affection for saints like Shaikh 'Abdul Qādir Jilānī, Shaikh Bahāud-dīn Zakariyā, Miān Mīr and his own pir Mullā Shāh, and had composed a number of verses expressing his reverance to them. A few of these verses are quoted here :—

(*a*) In praise of Shaikh 'Abdul Qādir Jilānī ;

حضرت میران خداوند جهان
غوث جن او انس شاه عارفان
محی دین شیخ عبدالقادر است
آنکه او را عرش باشد آشیان
رهنمای شاهراه احمدی
دستگیر جمله' در ماندگان
کی توانم گفت من خود را مرید
قادری باشد سگ این آستان

(*b*) In praise of Shaikh Bahā-ud-din Zakarīyā:

قطب دنیا و دین بهاء الدین
نقشبند یقین بهاء الدین
وآنکه در پیش او بعجز نهند
بادشاهان جبین بهاء الدین

(*c*) In praise of Mullā Shāh Badakhshī :

حضرت ملا شه است آن شاه ما
که مرید خاص میان میر هست
هر مسی را زرکند ارشاد او
طالبانرا فقر او اکسیر است

———

هست ملا شه آن وجود لطیف
که برو هر نهان عیان باشد

———

توتیا گشت بهر هر دیده
شاه را هر که خاک راه بود

So deep was his attachment with Miān Mīr and Mullā Shāh that he praised even the places associated with these celebrities. Kashmīr, the

questions and answers of Dāra Shikoh and Bābā Lāl in Persian, while some *pandits* were engaged to help the prince to translate the Upnishads which were given the name of *Sirr-i-Akbar* or *Sirr al-Asrar*. The translation was completed in 1067 A.H./1657 A.D.[1]

The poetry of Dārā Shikoh has also been devoted to the explanation of these sufistic thoughts of the Prince. Although, like the prose works, his poetical compositions cannot be specifically dated, they do reveal the gradual development in his sufistic thought. The earlier verses may be regarded those which reveal him a simple Muslim, devoted to Islam and his faith in one God, in His last prophet and respect for the four pious caliphs ;

چند نازی تو بر شریعت خود   احمد مرسل‌ص از خداست سوا

———

تو همنشین من شو دیگر بدار دایم   چون خاتم النبیین بایار غارصحبت

———

ترک زنار کرده ام زانرو   تار وحدت نه بود در زنار

———

متوجه مشو بغیر خدا   رشتهٔ هست سبحه و زنار

———

از محمدص هزار گل بشگفت   لیک در نام احمد و محمود

———

نیست بی چاره هیچ کار درست   نیست چیزی چو چار یار درست
بهر بخت منی همی باید   پایهٔ چار استوار درست

———

قادری نیست هیچ جز قادر   وحده لا اله الا هو

In the following Ghazal he eulogizes the Qādiriya order of Sufism :—

سلسلهٔ زلف یار سلسله ما بود
طالب آن روی را خوشتر ازین جا بود
هر که دل خویش را بست باین سلسله
هر دم و هر ساعتش کار به بالا بود
دست بدست آمده سلسلهٔ پیر ما
تابه قیامت همین سلسلهٔ ما بود
مظهر او شاه من بهتر از اهل زمان
ذات عزیزش یقین ذات معالی بود
دست در این سلسله هر که زند قلب او
نرم شود هم چو موم گرچه او خارا بود
سلسلهٔ قادری است آن که بحکم خدا
برهمه قادر بود تا همه دنیا بود

1. For a detailed discussion on the subject see Nadvi, Syed Najib Ashraf, *Muqaddama Ruq'at-i 'Alamgir*, p. 251 sq., Vikramajit Hasrat, *Dara Shikoh : Life and Works*, and Qanungo, K. R., *Dara Shikoh*, vol. i, p. 336, *sq*.

contacts with a group of liberal minded *sūfīs* and saints like Sarmad, Shāh Dilruba, Shaikh Sūfi, Shah Muhib-allah Allahābādi, Bābā Lāl, etc. influenced his religious thoughts greatly.[1] His later works like *Risala-i-Haq Numa* (completed in 1055 A.H./1645), *Hasanat al-Arifin* (completed in 1062 A.H./1652 A.D.), *Majma' al-Bahrain* (completed in 1065 A.H./1654-55 A.D.) etc. however, reveal a profound change in his thought.[2] *In Hasanāt al-Arifīn*, he tries to justify his paradoxical utterances and in support of his argument, quotes similar statements attributed to other *sufīs* and saints, while in *Majma' al-Bahrain*, he advocates that in his intercourse with Hindu *faqīrs* he has ascertained that the differences between Islam and Hinduism are merely verbal. In the preface, he says that he has written this book with the object of reconciling Muslim sufism and Hindū mysticism :

بعد از دریافت حقیقهٔ الحقائق و تحقیق رموز دقائق مذهب حق صوفیه و فائز گشتن باین طریقهٔ عظمی در صدد آن شد که درک کتب مشرب موحدان هند و محققان این قوم قدیم نماید ......

These activities were supplemented with similar efforts of other sufis and saints who were trying to interpret the doctrines of Islam and Hinduism in order to bring the two religions at the closest possible point without having regard to their fundamental differences. The movement enjoyed the patronage of the Prince whose court became a centre of these discussions. To make a comparative study of the two religions, a number of religious and philosophic works in Sanskrit were selected for translation into Persian. Chandra Bhān Brahman, the Secretary of the prince, compiled the famous[3]

1. His close relations with these celebrities is also proved from his numerous letters he wrote to them from time to time seeking their guidance or help in solving philosophic or sufistic problems. A selection of these letters has been published by Syed Najib Ashraf in his book *Ruq'at i-Alamgir* from a Ms. entitled "*Fayyāz al-Qawānin.*" (see pp. 319–330). One of these letters addressed to Shah Muhib-allah also has the reply of the saint who explains some sufistic problems while answering the questions put forth by the prince in his letter.

2. A complete list of the works of Dara Shikoh has been given by Prof. Mahfuz al-Haq in his introduction to the edited text of *Majma al-Bahrain*. Also see Nadvi, Syed Najib Ashraf, *Muqaddama Ruq'at-i-'Alamgir*, p. 355 sq., Qani, Mir Ali Sher Thathavi, *Maqalat al-Shu'ara*, edited and annotated by Pir Husam al-Din Rashidi, footnote to p. 505 sq. & Sheo Narain Pandit, *Dara Shikoh as an author*, articles published in the Journal of the Punjab Historical Society, Vol. ii, No. 1, pp. 21—38.

3. Dara Shikoh, Muhammad, *Hasanat al-'Arifin*, f. 2b

Dīwān but have been incorporated in the text quoting relevant reference in footnotes. The collation of the two manuscripts and sifting of other relevant sources has however, yielded 215 ghazals and 145 rubā'iyāt which have been included in this edition. It is, however, surprising to notice that few contemporary as well as later *tazkirah* writers and biographers have included the name of the prince in the list of poets and have quoted his verses. Muhammad Afzal Sarkhush says in his *tazkirah* that Qādirī's *Dīwan* was short from where he has quoted ten verses, the largest number cited by any single biographer.[1] It seems that none of these writers have actually seen or consulted the Diwān, as they invariably remark :

دیوانی مختصر ازو جمع شده[2]

or

دیوانی مختصر از شهزاده مقتول یادگار مانده[3]

Ghulām Sarwar observes that the Diwān of Dārā Shikoh was named as Iksīr-i-A'zam. This statement could not however, be substantiated from other sources.

It has been rightly observed that the study of Dārā Shikoh's works presents a complete and coherent picture of his religious beliefs specially his views on sufism. From the very early age, he had a keen interest in sufism. It was due to this interest that he wrote *Safīnat al-Auliya*, his first book containing biographical sketches of more than 400 saints and sufis of different orders of sufism.[4] This book reveals him a Sunni Muslim of the Hanafi order and belonging to the *Qadiriya* School of Sufism, who had an abiding faith in one God, belief in Muhammad as his prophet (may peace be upon him), and reverence to the four pious caliphs.

In 1049 A.H./1640 A. D., he became the desciple of Mulla Shāh, the successor of Mian Mir and a great *sūfī* of the time. This attachment made the prince a more devoted person to sufism. He spent much of his leisure time in studying sufistic and philosophic literature of Islam and Hinduism and discussing these subjects with sufis and saints. These studies and his close

1. Sarkhush, Muhammad Afzal, *Kalimāt al-Shu'ara*, pp. 147—148.
2. Gopamvi, Qudratullah Khan, *Nataij al-Afkar*, p. 350.
3. Ghulam Sarwar, Mufti *Khazinat ul-Asfiya*, Vol. i, p.175.
4. The book was completed in Ramazan 1049-January, 1940.

of their radīfs.[1] The following table shows the number of ghazals and rubā'iyāt in the two manuscripts:

Radif	No. of Ghazals		Radif	No. of Ghazals		Radif	No. of Rubāiy'āt		Radif	No. of Rubāiy'āt	
	م ک	م ل		م ک	م ل		م ک	م ل		م ک	م ل
ا	15	15	ط	—	1	ا	4	11	ل	—	5
ب	5	6	ظ	—	1	ب	3	3	م	—	7
ت	25	25	ع	—	1	ت	1	17	ن	—	18
ث	1	1	غ	—	1	ث	—	1	و	—	6
ج	1	1	ف	—	1	ج	—	1	ه	—	4
ح	1	1	ق	—	3	ح	1	1	ی	*9	10
خ	1	1	ک	—	1	د	—	31		—	—
د	46	46	ل	—	6	ذ	*9	—		—	—
ذ	1	1	م	*2	21	ر	—	13		—	—
ر	*8	15	ن	15	14	ز	—	1		—	—
ز	**—	4	و	6	6	س	—	2		—	—
س	—	3	ه	12	19	ش	—	3		—	—
ش	—	6	ی	12	15	ص	—	1		—	—
ص	—	1		—	—	ف	—	1		—	—
ض	—	1		—	—	ک	—	2		—	—

A good number of verses, specially rubā'iyāt have been quoted in his other works like *Sakīnat-ul-Auliyā*, *Risāla-i-Haq Numā*, *Hasanāt al-'Arifin*. *Majma' al-Bahrain*. A few of these verses were not found in the original

1. It has been mentioned as م ل in the text.

*The figure does not show the total number of Ghazals of which some are missing.

**All the Ghazals of the radif from ز to ل and ruba'iyāt from ر to ه are missing from this manuscrip.

INTRODUCTION

The collections of the National Museum of Pakistan consist of a manuscript which bears an endorsement on its first folio. This endorsement records دیوان داراشکوه پادشاهزاده قادری تخلص (Diwān of Prince Dāra Shikoh with Qādiri as his pen-name). Likewise, the last folio has a colophon saying in the usual manner, "completed the Diwān of Dāra Shikoh". This manuscript was formely in the personal cellection of late K.B. Maulvi Zafar Hasan, who introduced it to the world by writing an article in the *Journal of the Royal Asiatic Society of Bengal.*[1] In 1950 the manuscript was acquired for the National Museum of Pākistān along with the collection of his other manuscripts. The manuscript is a defective copy of the Diwān and contains only 43 folios of 6″ × 4½″ made of Kashmiri paper having 13 lines on each page. The text is written in Shikasta style. There are 133 complete and incomplete ghazals and 28 rubā'iyāt. The ghazals have been arr. nged in alphabetical order of their radīfs while the rubā'iyat have no such order. All the ghazals of the radīfs from letter ز to ل and a few of the radifs of ر , م and ی are missing while the rubā'iyāt of the radīfs from letter ج to ه and some of the radīfs of ا , ت , د and ی are lacking.[2]

The Lahore manuscript does not possess any endorsement or colophon identifying it with the Dīwān of the Prince. The compiler of the catalogue of the manuscripts in that library could not, therefore, decide about its authorship and wrote; "nothing is known about this Qādiri: Mulla 'Abdul Qādir Badāūni was also a poet and that his pen-name was Qādiri. It may therefore, be the collection of his verses".[3] A careful study of the manuscript and its collation with the fore-going manuscript however, proves beyond doubt that it is a copy of the Diwān of Dāra Shikoh.

The manuscript contains 70 folios with 14 lines on each page and possesses apparently complete text of the Dīwān. It has been transcribed in beautiful nasta'liq on gold sprinkled paper within golden marginal lines. There are 210 ghazals and 141 rubā'iyāt both arranged in alphabetical order

---

1. JRASB (letters), Vol. v, No. 1, 1939, article No. 3.

2. This manuscript has been mentioned as 'م ک' in the text.

3. 'Abbasi, Manzur Ahsan, *Catalogue of Persian Mss. in the Punjab Public Library, Lahore*, 1963 (Urdu), p. 503.

in my studies has always been a source of inspiration to me. Also my thanks are due to Mr. S.A. Naqvi, T.I., Superintendent of the National Museum of Pakistan, for affording me facilities to consult the manuscript of the Diwan in the collection of the Museum, to Pir Husamuddin Shah Rashidi Sahib, Maulana Imtiaz Ali Khan Sahib Arshi, Mr. Mumtaz Hasan and my revered teacher Professor Dr. Mohammad Baqir, Principal Punjab University Oriental College, Lahore, for encouraging me to undertake the work.

I could not possibly have completed this work without the enthusiasm and help of my wife who has all along been helping me in different ways, specially in correcting the proofs and preparing the bibliography. I must take the opportunity to thank her for the work she undertook for me.

Lastly, I must thank the authorities of the Research Society of Pakistan, specially Dr. S.M. Ikram, Chairman of the Executive Committee of the Society who decided to include the Diwan in the list of the Society's publications. I am also grateful to Dr. Muhammad Jahangir Khan, Director of the Society for his keen interest in its publication. My warmest thanks are also due to my teacher, Professor Mirza Maqbool Beg Badakhshani, who supervised the publication of the Diwan and suggested many useful points to complete the text.

A. NABI KHAN

Old Fort,

Lahore.

Dated the 26th December, 1968.

PREFACE

About ten years ago, when I joined the Department of Archaeology and was assigned the task of organizing the Manuscripts Section of the National Museum of Pakistan I examined the manuscript copy of the *Diwan-i-Dara Shikoh* in the Museum collection with a view to editing its text. The manuscript was then considered as the only extant copy of the Diwan and the work could not be undertaken without having some other copy to edit and collate the text. The idea, therefore, could not materialize until last year when another manuscript was discovered in the Punjab Public Library, Lahore. The discovery of this manuscript made the editing work possible. The Karachi manuscript was defective at several places and the text sometime made illegible by worms while the Lahore manuscript was complete and transcribed in beautiful Nasta'liq. The latter has, therefore, been used as the basis of the edition.

The edited text is preceded by a short introduction. The scope of the introduction has purposely been kept limited to the analytical study of the two manuscripts, a brief survey of the subject matter and critical appreciation of the Prince's poetry, and the reason for the scarcity of the manuscript copies of the Diwan. I have thought it unnecessary to give the biographical account of the Prince and his political activities. These have been dealt with by Professor Qanungo and, more recently, by Dr. Iftikhar Ahmad Ghauri in their valuable treatises. Nor have I discussed in detail his literary pursuits and analysed his other works, as it has been the subject of the thesis of Dr. Vikrama Jit Hasrat. Besides, eminent scholars like Sir Jadunath Sarkar, Maulana Najib Ashraf Nadvi and others have discussed these subjects in their various works. A select bibliography enlisting the sources on which the introduction has been based and which may be studied for further study, has however been added to the introduction.

It would have been impossible to undertake this work without the help and co-operation of many friends and colleagues both in Pakistan and abroad. I am specially indebted to Dr. F. A. Khan, S. I., T. Pk., Director of Archaeology, Government of Pakistan, whose keen interest

CONTENTS

Publication of the Research Society of Pakistan
No. 15

First Impression : September, 1969.
Price : Rs. 10/-

Printed at Din Muhammadi Press, Lahore.

DIWAN OF DARA SHIKOH

(IKSIR-I-A'ZAM)

Edited by

AHMAD NABI KHAN

M.A. (Pb.) F.R.A.S.,
F.R.N.S., A.M.A. (London),
Asstt. Superintendent of Archaeology,
Government of Pakistan

Research Society of Pakistan
University of the Punjab
LAHORE

1969

انتشارات ادارہ تحقیقات پاکستان
دانشگاہ پنجاب ، لاهور

مجلہ

چندہ سالانہ — — —	۱۵/- روپے
چندہ فی شمارہ — — —	۴/- روپے

(گذشتہ شمارے (جولائی ۱۹۶۴ء) سے اصل قیمت پر حاصل کئے جا سکتے ہیں) ۔

کتب

(۱) انشای ماهرو (فارسی) بتصحیح پروفیسر شیخ عبدالرشید	۱۵/۰۰ روپے
(۲) اسرار صمدی (فارسی) بتصحیح پروفیسر شجاع الدین	۷/۵۰ روپے
(۳) تقاریر و بیانات قائداعظم محمد علی جناح (انگریزی) بتصحیح ایم - رفیق افضل	۱۵/۰۰ روپے
(۴) تقاریر و بیانات قائد ملت لیاقت علی خان (انگریزی) بتصحیح ایم - رفیق افضل	۲۰/۰۰ روپے
(۵) کلیات فیضی (ا) (فارسی) بتصحیح ڈاکٹر اے-ڈی-ارشد	۲۰/۰۰ روپے
(۶) رقعات حکیم ابوالفتح گیلانی (فارسی) بتصحیح ڈاکٹر محمد بشیر حسین	۱۰/۰۰ روپے
(۷) فہرست مخطوطات شیرانی (جلد اول) (فارسی) مرتبہ ڈاکٹر محمد بشیر حسین	۱۰/۰۰ روپے
(۸) کتابیات پنجاب (انگریزی) مرتبہ اکرام علی ملک	۱۵/۰۰ روپے
(۹) مکتوبات سعداللہ خان (فارسی) بتصحیح ڈاکٹر ناظر حسن زیدی	۱۰/۰۰ روپے
(۱۰) جناح اروں خط و کتابت (انگریزی) بتصحیح وحید احمد	۴/۵۰ روپے
(۱۱) گفتار اقبال (اردو) مرتبہ ایم-رفیق افضل	۱۲/۰۰ روپے
(۱۲) فہرست مخطوطات شیرانی (جلد دوم) مرتبہ ڈاکٹر محمد بشیر حسین	۱۰/۰۰ روپے
(۱۳) فہرست کتب مولانا غلام رسول مہر (انگریزی، اردو)	۴/۰۰ روپے
(۱۴) تحریک پاکستان میں خواتین کا حصہ (انگریزی) از سرفراز حسین مرزا	۸/۰۰ روپے

زیر طباعت

(۱۵) گل رعنا — بتصحیح سید وزیرالحسن عابدی

(۱۶) دیوان دلشاد پسروری — بتصحیح پروفیسر غلام ربانی عزیز

(۱۷) ملک برکت علی - سوانح حیات و تقاریر - ایم - رفیق افضل

(۱۸) تاریخ ارادت خان — بتصحیح مولانا غلام رسول مہر

(۱۹) فتاوای جہانداری — بتصحیح ڈاکٹر افسر سلیم خان